ماہنامہ انصار اللہ

اکتوبر ۲۰۰۵ء

ایڈیٹر
سیّد مبشر احمد ایاز

روزہ کی فرضیّت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو دوسری امتوں کی طرح اس امت میں کوئی قید نہ رکھتا مگر اس نے قیدیں بھلائی کے واسطے رکھی ہیں۔ میرے نزدیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ اس مہینہ میں مجھے محروم نہ رکھ تو خدا تعالیٰ اسے محروم نہیں رکھتا اور ایسی حالت میں اگر انسان ماہ رمضان میں بیمار ہو جائے تو یہ بیماری اس کے حق میں رحمت ہوتی ہے کیونکہ ہر ایک عمل کا مدار نیت پر ہے مومن کو چاہیئے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور ثابت کر دے جو شخص کہ روزے سے محروم رہتا ہے مگر اس کے دل میں یہ نیت دردِ دل سے تھی کہ کاش میں تندرست ہوتا۔ اور روزہ رکھتا اور اس کا دل اس بات کے لئے گریاں ہے تو فرشتے اس کے لئے روزے رکھیں گے بشرطیکہ وہ بہانہ جُو نہ ہو تو خدا تعالیٰ اسے ہرگز ثواب سے محروم نہ رکھے گا۔''

(ملفوظات جلد دوم جدید ایڈیشن صفحہ ۵۶۳-۵۶۴)

خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی 2008ء کے لئے دعائیں اور عبادات

- ہر ماہ ایک نفلی روزہ رکھا جائے جس کے لئے ہر قصبہ، شہر یا محلّہ کے آخری ہفتہ میں کوئی ایک دن مقامی طور پر مقرر کیا جائے۔
- دو نفل روزانہ ادا کئے جائیں جو نماز عشاء کے بعد سے لے کر فجر سے پہلے تک یا نماز ظہر کے بعد ادا کئے جائیں۔
- سورۃ فاتحہ (روزانہ کم از کم ۷ مرتبہ پڑھیں)
- رَبَّنَا اَفۡرِغۡ عَلَيۡنَا صَبۡرًا وَّ ثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَ انۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ۔ (۲:۲۵۱) (روزانہ کم از کم ۱۱ مرتبہ پڑھیں)

(ترجمہ) اے ہمارے ربّ! ہم پر صبر نازل کر اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد کر۔

- رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡ هَدَيۡتَنَا وَهَبۡ لَنَا مِنۡ لَّدُنۡكَ رَحۡمَةً ۚ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡوَهَّابُ (۳:۹)

(روزانہ کم از کم ۳۳ مرتبہ پڑھیں)

(ترجمہ) اے ہمارے رب! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہو اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔

- اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجۡعَلُكَ فِيۡ نُحُوۡرِهِمۡ وَ نَعُوۡذُبِكَ مِنۡ شُرُوۡرِهِمۡ (روزانہ کم از کم ۱۱ مرتبہ پڑھیں)

(ترجمہ) اے اللہ ہم تجھے ان (دشمنوں) کے سینوں میں کرتے ہیں (یعنی تیرا رعب انکے سینوں میں بھر جائے) اور ہم ان کے شر سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔

- اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰهَ رَبِّيۡ مِنۡ كُلِّ ذَنۡبٍ وَّ اَتُوۡبُ اِلَيۡهِ۔ (روزانہ کم از کم ۳۳ مرتبہ پڑھیں)

(ترجمہ) میں بخشش مانگتا ہوں اللہ سے جو میرا رب ہے ہر گناہ سے اور میں جھکتا ہوں اسی کی طرف۔

- سُبۡحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمۡدِهٖ سُبۡحَانَ اللّٰهِ الۡعَظِيۡمِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ اٰلِ مُحَمَّدٍ

(روزانہ کم از کم ۳۳ مرتبہ پڑھیں)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ اللہ پاک ہے اور بہت عظمت والا ہے۔ اے اللہ رحمتیں بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر۔

- اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيۡتَ عَلٰى اِبۡرَاهِيۡمَ وَ عَلٰى اٰلِ اِبۡرَاهِيۡمَ اِنَّكَ حَمِيۡدٌ مَّجِيۡدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكۡ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكۡتَ عَلٰى اِبۡرَاهِيۡمَ وَ عَلٰى اٰلِ اِبۡرَاهِيۡمَ اِنَّكَ حَمِيۡدٌ مَّجِيۡدٌ (روزانہ کم از کم ۳۳ مرتبہ پڑھیں)

احمدی انصار کی تربیت کیلئے

ماہنامہ

انصار اللہ

اخاء 1384 ھش - اکتوبر 2005ء

جلد نمبر.. 64

شمارہ نمبر.. 10

فون نمبر: 0476-212982 فیکس نمبر: 0476-214631

ای میل: ansarulah60@yahoo.com

ایڈیٹر: سیّد مبشر احمد ایاز

اس شمارہ میں

پبلشر: عبد المنان کوثر
پرنٹر: سلطان احمد ڈوگر
کمپوزنگ اینڈ ڈیزائنگ: انیس احمد

مقام اشاعت: دفتر انصار اللہ
دار الصدر جنوبی ربوہ (چناب نگر)
مطبع: ضیاء الاسلام پریس

شرح چندہ: (پاکستان)
سالانہ............ایک سو روپیہ
قیمت فی پرچہ......۱۰ روپے

قال اللہ

تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں.....

’’اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ گنتی کے چند دن ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے مریض ہو یا سفر پر ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اتنی مدت کے روزے دوسرے ایام میں پورے کرے۔ اور جو لوگ اس کی طاقت رکھتے ہوں ان پر فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔ پس جو کوئی بھی نفلی نیکی کرے تو یہ اس کے لئے بہت اچھا ہے۔ اور تمہارا روزے رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔ رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کے لئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اُتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے امور ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے اس مہینے کو دیکھے تو اِس کے روزے رکھے اور جو مریض ہو یا سفر پر ہو تو گنتی پوری کرنا دوسرے ایام میں ہوگا۔ اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا اور چاہتا ہے کہ تم (سہولت سے) گنتی کو پورا کرو اور اس ہدایت کی بنا پر اللہ کی بڑائی بیان کرو جو اُس نے تمہیں عطا کی اور تا کہ تم شکر کرو۔‘‘

[البقرۃ:184-186]

قال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

اے لوگو! تم پر ایک عظیم اور بابرکت مہینہ سایہ فگن ہوا چاہتا ہے......

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے شعبان کے آخری روز خطاب فرمایا اور فرمایا۔

''اے لوگو! تم پر ایک عظیم اور مبارک مہینہ سایہ فگن ہوا چاہتا ہے۔ ایسا بابرکت مہینہ جس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینہ سے بہتر ہے۔ یہ ایسا مہینہ ہے جس کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کئے ہیں اور جس کی راتوں کا قیام اللہ تعالیٰ نے نفل قرار دیا ہے۔ اس کے دوران جو شخص کسی بھی اچھی خصلت کو اس میں اپناتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہو جاتا ہے جو اس کے علاوہ جملہ فرائض کو ادا کر چکا ہو اور جس شخص نے ایک فریضہ اس مقدس مہینہ میں ادا کیا۔ وہ اس شخص کی طرح ہوگا جس نے ستر فرائض رمضان کے علاوہ ادا کئے اور رمضان کا مہینہ صبر کرنے کا مہینہ ہے اور صبر کا اجر جنت ہے اور یہ مواسات واخوت کا مہینہ ہے اور یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس میں مومن کے رزق میں برکت دی جاتی ہے۔''

(الترغیب والترھیب کتاب الصوم الترغیب فی صیام رمضان...... صحیح ابن خزیمہ کتاب الصیام۔ باب فضائل شھر رمضان)

امام الکلام۔ کلام الامام

روزہ کیا ہے......

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ’’روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں۔ اصل یہ ہے کہ جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالَم سے واقف نہیں اس کے حالات کیا بیان کرے۔ روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربے سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیۂ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا منشاء اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدّنظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اسے چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تاکہ تبتّل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے، دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلی اور سیری کا باعث ہے۔ اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا انہیں مل جاوے‘‘۔

(ملفوظات جلد پنجم ص:102 الحکم 17 جنوری 1907)

امام الکلام۔کلام الامام

فِدًی لَّکَ رُوحِیْ اَنْتَ دِرْعِیْ وَ مِغْفَرٌ

اَیَا مُحْسِنِیْ اُثْنِیْ عَلَیْکَ وَاَشْکُرُ　　　فِدًی لَّکَ رُوحِیْ اَنْتَ تُرْسِیْ وَمَأْزَرُ

اے میرے محسن! میں تیری ثنا اور شکر کرتا ہوں۔ میری روح تجھ پر فدا ہو۔ تو میری ڈھال ہے۔

بِفَضْلِکَ اِنَّا قَدْ غَلَبْنَا عَلَی الْعِدٰی　　　بِنَصْرِکَ قَدْ کُسِرَ الصَّلِیْبُ الْمُبَطِّرُ

تیرے فضل سے ہم نے دشمنوں پر غلبہ پایا ہے اور تیری نصرت سے ہی اترانے والی صلیب توڑ دی ہے۔

فَتَحْتَ لَنَا فَتْحًا مُّبِیْنًا تَفَضُّلًا　　　بِفَوْجٍ اِذَا جَاؤُوْا فَزَھَقَ التَّنَصُّرُ

تو نے ہمیں اپنی مہربانی سے فتح مبین عطا کی ایسی فوج سے کہ جب اس کے سپاہی پہنچے تو عیسائیت بھاگ نکلی

بِوَجْھِکَ مَا اَنْسٰی عَطَایَاکَ بَعْدَہٗ　　　وَفِیْ کُلِّ نَادٍ نَبَأَ فَضْلِکَ اَذْکُرُ

تیری ذات کی قسم! اس کے بعد میں تیرے احسانات کو نہ بھولوں گا اور ہر مجلس میں تیرے فضل کی عظیم الشان خبر کا ذکر کرتا رہوں گا۔

تُلَبِّیْکَ رُوحِیْ دَائِمًا کُلَّ سَاعَۃٍ　　　وَاِنَّکَ مَھْمَا تَحْشُرُ الْقَلْبَ یَحْضُرُ

میری روح ہمیشہ ہر گھڑی تجھے لبیک کہتی ہے اور بے شک تو جب بھی میرے دل کو بلاتا ہے وہ حاضر ہو جاتا ہے۔

وَتَعْصِمُنِیْ فِیْ کُلِّ حَرْبٍ تَرَحُّمًا　　　فِدًی لَّکَ رُوحِیْ اَنْتَ دِرْعِیْ وَ مِغْفَرٌ

اور تو مجھے از راہ ترحم ہر لڑائی میں بچالیتا ہے۔ میری روح تجھ پر قربان جائے تو ہی میری زرہ اور خود ہے۔

یُنَوِّرُ ضَوْءُ الشَّمْسِ وَجْہَ خَلَائِقٍ　　　وَلٰکِنْ جَنَانِیْ مِنْ سَنَاکَ یُنَوَّرُ

سورج کی روشنی تو مخلوق کے چہرے کو منور کرتی ہے لیکن میرا دل تو تیرے نور سے منور ہوتا ہے۔

(کرامات الصادقین۔ روحانی خزائن جلد 7 ص:72-71)

کلام الامام امام الکلام

نمانده غیر تو اندر جهانم

چه شیریں منظری اے دل ستانم　　چه شیریں خصلتی اے جانِ جانم

اے میرے محبوب تو کیسا خوبصورت ہے اور اے میرے خدا تو کیسا شیریں خصلت ہے؟

چو دیدم روئے تو دل درتو بستم　　نمانده غیر تو اندر جهانم

جب میں نے تیرا منہ دیکھا تو تجھ سے دل لگالیا اور دنیا میں تیرے سوا میرا کوئی نہ رہا۔

تواں برداشتن دست از دو عالم　　مگر ہجرت بسوزد استخوانم

دونوں جہان سے دست برداری ممکن ہے مگر تیرا فراق میری ہڈیاں تک جلا دیتا ہے۔

درآتش تن بآسانی تواں داد　　زہجرت جاں رود باصد فغانم

آگ کے اندر بدن آسانی سے ڈالا جاسکتا ہے مگر تیری جدائی سے میری جان آہ وفغاں کرتی ہوئی نکلتی ہے۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۴۲۔۳۴۳)

ڈھونڈو وُہ راہ جس سے دِل وسِینہ پاک ہو

اَے حُبِّ جاہ والو! یہ رہنے کی جا نہیں
اِس میں تو پہلے لوگوں سے کوئی رہا نہیں
دیکھو تو جا کے ان کے مقابر کو اِک نظر
سوچو کہ اب سلف ہیں تمھارے گئے کِدھر
اِک دِن وہی مقام تمہارا مقام ہے
اِک دِن یہ صُبح زندگی کی تم پہ شام ہے
اِک دن تمہارا لوگ جنازہ اُٹھائیں گے
پھر دفن کرکے گھر میں تاسف سے آئیں گے
اَے لوگو! عیش دُنیا کو ہرگز وفا نہیں
کیا تم کو خوفِ مرگ و خیال فنا نہیں
سوچو کہ باپ دادے تمھارے کِدھر گئے
کِس نے بُلا لیا وہ سبھی کیوں گذر گئے
وُہ دِن بھی ایک دِن تمھیں یارو نصیب ہے
خوش مت رہو کہ کُوچ کی نوبت قرِیب ہے
ڈھونڈو وُہ راہ جِس سے دِل و سِینہ پاک ہو
نفسِ دُنی خُدا کی اطاعت میں خاک ہو

(درثمین)

اداریہ

آیئے رمضان المبارک کا استقبال کریں......

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’وہ شخص جس کا دل اِس بات سے خوش ہے کہ رمضان آ گیا اور مَیں اس کا منتظر تھا کہ آوے اور روزہ رکھوں اور پھر وہ بوجہ بیماری کے روزہ نہیں رکھ سکا تو وہ آسمان پر روزے سے محروم نہیں ہے۔ اس دنیا میں بہت لوگ بہانہ جُو ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم جس طرح اہلِ دنیا کو دھوکا دے لیتے ہیں ویسے ہی خدا کو فریب دیتے ہیں۔ بہانہ جُو اپنے وجود سے آپ مسئلہ تراش کرتے ہیں اور تکلّفات شامل کر کے ان مسائل کو صحیح گردانتے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ صحیح نہیں۔ تکلّفات کا باب بہت وسیع ہے۔ اگر انسان چاہے تو اس (تکلّف) کی رُو سے ساری عمر بیٹھ کر نماز پڑھتا رہے اور رمضان کے روزے بالکل نہ رکھے مگر خدا اس کی نیّت اور ارادہ کو جانتا ہے۔ جو صدق اور اخلاص رکھتا ہے۔ خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ اس کے دل میں درد ہے اور خدا تعالیٰ اسے ثواب سے زیادہ بھی دیتا ہے کیونکہ دردِ دل ایک قابلِ قدر شئے ہے۔ حیلہ جُو انسان تاویلوں پر تکیہ کرتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ تکیہ کوئی شئے نہیں۔ جب مَیں نے چھ ماہ روزے رکھے تھے تو ایک دفعہ ایک طائفہ انبیاء کا مجھے (کشف میں) ملا اور انہوں نے کہا کہ تُو نے کیوں اپنے نفس کو اس قدر مشقّت میں ڈالا ہوا ہے، اس سے باہر نکل۔ اسی طرح جب انسان اپنے آپ کو خدا کے واسطے مشقت میں ڈالتا ہے تو وہ خود ماں باپ کی طرح رحم کر کے اُسے کہتا ہے کہ تُو کیوں مشقت میں پڑا ہوا ہے۔

یہ لوگ ہیں کہ تکلّف سے اپنے آپ کو مشقّت سے محروم رکھتے ہیں۔ اس لئے خدا ان کو دوسری مشقّتوں میں ڈالتا ہے اور نکالتا نہیں اور دوسرے جو خود مشقت میں پڑتے ہیں اُن کو وہ آپ نکالتا ہے۔ انسان کو واجب ہے کہ اپنے نفس پر آپ شفقت نہ کرے بلکہ ایسا بنے کہ خدا تعالیٰ اس کے نفس پر شفقت کرے کیونکہ انسان کی شفقت اس کے نفس پر اس کے واسطے جہنّم ہے اور خدا تعالیٰ کی شفقت جنت ہے‘‘۔

(البدر جلد اوّل نمبر 7۔ صفحہ 50۔ 12 دسمبر 1903)

حضرتِ مسرور

ہم یہاں پر آئے ہیں جلسے میں شرکت کے لئے
اور اپنے سربراہ سے ملنے برکت کے لئے

کر رہے ہیں رات دن بے لوث خدمت دین کی
حضرت صاحب نیز دیگر واقفانِ زندگی

ہے نہایت اہم اس میں لجنہ کا کردار بھی
اطفال الاحمدیہ، خادم و انصار بھی

سب مربی اور......ہم کو جاں سے پیارے ہیں
آسمانِ احمدیت کے چمکتے تارے ہیں

احمدیوں کے درمیاں اک رابطہ ہے ایم ٹی اے
مثلِ مقناطیس سارے احمدی یکجا کئے

MTA اور مرزا طاہر لازم و ملزوم ہیں
ان کی انتھک کوششیں ہر شخص کو معلوم ہیں

دُنیا کے ہر کونے سے آئے ہیں دیوانے یہاں
مہدیِ موعود کی شمع کے پروانے یہاں

دِقتوں سے مشکلوں سے، جانے کیسے آئے ہیں
ایک روحانی تعلق کو نبھانے آئے ہیں

یہ جو افریقی ممالک کے جمع ہیں احمدی
دیکھ کر ان کو ہمارے دل کو ہوتی ہے خوشی

بنگلہ دیشی دوست بھی ہیں قابلِ صد احترام
دیں کی خاطر ڈٹ گئے ہیں اُن کی عظمت کو سلام

یورپ و امریکہ، انڈونیشیا و انڈیا
آئے ہیں جو بھی وہاں سے اھلاً وسہلاً مرحبا

راہِ مولا کے اسیروں کا بُہت ہے حوصلہ
......نے جیل میں ڈالا ہوا ہے بے وجہ

راہِ حق میں بے خطر ہم یوں ہی چلتے جائیں گے
جتنا روکیں گے ہمیں ہم آگے بڑھتے جائیں گے

جو خواہش لے کر آئے ہیں، ہم اتنی دُور سے
ہو گئے مسرور مِل کے حضرتِ مسرور سے

بس رہے ہیں جس شہر میں بھی ہمارے سربراہ
اس شہر کو میرے مولا، تو دھماکوں سے بچا

دوستو! درکار ہیں مجھ کو دُعائیں آپ کی
اللہ ہو حامی و ناصر، خیریت ہو آپ کی

یا خُدا! توفیق دے عُثمان آئے اگلے سال
اپنے شعروں سے رکھے اُونچا جماعت کا مورال

(محمد عثمان خان)

سبیل الرشاد

رمضان المبارک کی اہمیت اور برکات

حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے فرمودات کی روشنی میں

[انتخاب از مدیر]

آپ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 15/اکتوبر 2004ء میں فرمایا:

''....انشاء اللہ تعالیٰ رمضان شروع ہو رہا ہے، بعض جگہ شروع ہو چکا ہے، میں نے سنا ہے یہاں بھی بعض لوگوں نے روزے رکھنے شروع کر دیئے ہیں۔ بہر حال یہ مہینہ جہاں مومنوں کے لئے، اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والوں کے لئے بے شمار برکتیں لے کر آتا ہے وہاں شیطان کے لئے یا شیطان صفت لوگوں کے لئے تکلیف کا مہینہ بھی بن جاتا ہے کیونکہ ایک حدیث میں ہے کہ شیطان کو اس مہینہ میں جکڑ دیا جاتا ہے۔ کیونکہ جب مومن اس مہینے میں زیادہ سے زیادہ تقویٰ پر چلنے کی کوشش کرتا ہے اور شیطان کے حملے سے بچنے کی کوشش کرتا ہے تو یہی چیز اس کے لئے تکلیف کا باعث بنتی ہے۔ اور شیطان کو جکڑنے کا یہ مطلب ہے کہ ایک اللہ کا بندہ اللہ کی خاطر جب جائز چیزوں سے بھی اپنے آپ کو روک رہا ہوتا ہے تو ناجائز باتوں سے جن کے بارے میں شیطان وقتاً فوقتاً اس کے دل میں وسوسے ڈالتا رہتا ہے پھر اس سے کس قدر بچنے کی کوشش کرے گا۔ ورنہ تو جو مضبوط ایمان والے نہیں ہیں، جن کے دل میں رمضان میں بھی رمضان کا احترام پیدا نہیں ہوتا وہ تو رمضان میں بھی مکمل طور پر شیطان کے قبضے میں ہوتے ہیں۔ وہ تو رمضان میں بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت سے غافل ہوتے ہیں۔ وہ تو رمضان میں بھی لوگوں کے حق مارنے کے لئے تیار ہوتے ہیں اور موقع ملے تو حق مارتے ہیں، تکلیفیں پہنچاتے ہیں۔

غرض رمضان برکتوں والا مہینہ ہے ان لوگوں کے لئے جو خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا چاہتے ہیں اور عبادت کرتے ہیں۔ یہ برکتوں والا مہینہ ہے ان لوگوں کے لئے جو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے ہر اس نیکی کو بجا لانے کی کوشش کرتے ہیں اور بجا لا رہے ہوتے ہیں جس کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اور ہر اس برائی کو چھوڑ رہے ہوتے ہیں جس کو چھوڑنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ بلکہ بعض جائز چیزوں کو بھی ایک خاص وقت کے لئے اس لئے چھوڑ رہے ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے چھوڑنے کا حکم دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ روزوں کی فرضیت اور بعض چیزوں سے بھی پرہیز اس لئے ہے تا کہ تم تقویٰ میں ترقی کرو۔ اور تقویٰ کیا ہے؟ تقویٰ یہ ہے کہ گناہوں سے بچو، گناہوں سے بچنے کی کوشش کرو اور اس طرح بچو جس طرح کسی

ڈھال کے پیچھے چھپ کے بچا جاتا ہے۔ اور انسان جب کسی چیز کے پیچھے چھپ کر بچنے کی کوشش کرتا ہے تو اس میں ایک خوف بھی ہوتا ہے۔ جس حملے سے بچ رہا ہوتا ہے اس کے خوف کی وجہ سے وہ پیچھے چھپتا ہے۔ تو فرمایا کہ روزے رکھو اور روزے رکھنے کا جو حق ہے اس کو ادا کرتے ہوئے رکھو تو تقویٰ میں ترقی کرو گے۔ ورنہ ایک روایت میں آیا ہے کہ خدا تعالیٰ کو تمہیں بھوکا رکھنے کا کوئی شوق نہیں ہے، کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے کہ تم نے جو غلطیاں اور گناہ کئے ہیں ان کے بدنتائج سے بچنے کے لئے میں نے ایک راستہ تمہارے لئے بنایا ہے تا کہ تم خالص ہو کر دوبارہ میری طرف آؤ۔ اور ان روزوں میں، رمضان میں روزہ رکھنے کا حق ادا کرتے ہوئے میری خاطر تم جائز باتوں سے بھی پرہیز کر رہے ہوتے ہو اور تمہاری اس کوشش کی وجہ سے مَیں بھی تم پر رحمت کی نظر ڈالتا ہوں اور شیطان کو جکڑ دیتا ہوں۔ تا کہ تم جس خوف کی وجہ سے روزہ رکھتے ہو اور روزہ رکھتے ہوئے اس ڈھال کے پیچھے آتے ہو، تقویٰ اختیار کرتے ہو تا کہ اس میں تم محفوظ رہو، اور تمہیں شیطان کوئی نقصان نہ پہنچا سکے۔ تو فرمایا کہ یہ تقوی جو ہے، یہ ڈھال جو ہے، یہ شیطان کے حملوں سے اور گناہوں سے بچنے کی کوشش جو ہے، **یہ تمہارے روزے رکھنے کی وجہ سے تمہاری حفاظت کر رہی ہے**۔ اس لئے ایک مجاہدہ کر کے جب تم اس حفاظت کے حصار میں آ گئے ہو تو اب اس میں رہنے کی کوشش بھی کرنی ہے۔ اب اس حصار کو، اس تقویٰ کو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے مضبوط سے مضبوط تر کرنا ہے۔ اور جو پہلے ہی نیکیوں پر قائم ہوتے ہیں وہ روزوں کی وجہ سے تقویٰ کے اور بھی اعلیٰ معیار حاصل کرتے چلے جاتے ہیں اور ترقی کرتے کرتے اللہ تعالیٰ کے انتہائی قرب پانے والے بنتے چلے جاتے ہیں۔

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ روزہ صرف اتنا نہیں ہے کہ کچھ عرصہ کے لئے کھانا پینا چھوڑ دیا تو تقویٰ کے اعلیٰ معیار قائم ہو جائیں گے۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ **روزے کے ساتھ بہت ساری برائیوں کو بھی چھوڑنا ہوگا** اور اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی پہلے سے بڑھ کر کرنی ہوگی تبھی تقویٰ بھی حاصل ہوگا اور اس میں ترقی بھی ہوگی۔

......تو فرمایا کہ روزوں کا تمہیں اس وقت فائدہ ہوگا جب جسمانی خوراک کم کر کے روحانی خوراک میں اضافہ کرو گے۔ صرف دنیا کی بے انتہا مصروفیتوں کے پیچھے نہ پڑے رہو۔ روزہ رکھ کے بھی سوائے یہ کہ صبح سحری کھالی اور پھر دنیاوی کاموں اور دھندوں میں مصروف ہو گئے۔ ورنہ تو دنیادار بھی صحت کے خیال سے یا فیشن کے طور پر خوراک کم کر دیتے ہیں۔ تمہاری خوراک کی کمی جسم کی خوبصورتی یا صحت کے پیش نظر نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہو۔ اور یہ رضا تبھی حاصل ہوگی جب اللہ تعالیٰ سے تعلق پہلے کی نسبت زیادہ ہوگا۔ اس کی تسبیح اور اس کو تمام قدرتوں کا مالک سمجھتے ہوئے اس کی طرف زیادہ جھکو گے۔ تبھی روزہ شیطان سے بھی بچا کر رکھے گا اور تقویٰ میں بھی بڑھائے گا۔ ورنہ جیسا کہ مَیں نے کہا، بے شمار لوگ ایسے ہیں، مسلمانوں میں بھی ایسے لوگ ہیں جن کے شیطان کھلے پھرتے ہیں، ان کو جکڑا نہیں جاتا اس

لئے کہ وہ تقویٰ حاصل کرنے کی کوشش نہیں کر رہے ہوتے اور ان کو کوئی خوف اور ڈر نہیں ہوتا۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ تقویٰ کے معیار حاصل کرنے کے لئے، نیکیوں میں بڑھنے کے لئے اور شیطان سے بچنے کے لئے، جو یہ ٹریننگ کورس ہے یہ کوئی اتنے لمبے عرصے کے لئے نہیں ہے کہ تم پریشان ہو جاؤ کہ اتنے دن ہم بھوکے پیاسے کس طرح رہیں گے۔ **فرمایا کہ سال کے چند دن ہی تو ہیں**۔ سال کے 365 دنوں میں سے صرف 29 یا 30 دن ہی تو ہیں۔ اتنی تو قربانی تمہیں کرنی ہوگی اگر تم شیطان سے محفوظ رہنا چاہتے ہو۔ اور نہ صرف شیطان سے محفوظ رہو بلکہ اللہ فرماتا ہے کہ میری رضا بھی حاصل کرو۔ اگر تم چاہتے ہو اور یہ خواہش ہے کہ میری رضا حاصل کرو، میرا قرب پانے والے بنو۔ فرمایا کہ جو لوگ مریض ہوں یا سفر پر ہوں، کیونکہ بیماری بھی انسان کے ساتھ لگی ہوئی ہے، مجبوری کے سفر بھی کرنے پڑ جاتے ہیں تو پھر جو روزے چھوٹ جائیں ان کو بعد میں پورا کرو۔ تو یہ سہولت بھی اللہ تعالیٰ نے اس لئے دی کہ فرمایا کیونکہ تم میری طرف آنے کے لئے، میرے سے تعلق پیدا کرنے کے لئے ایک کوشش کر رہے ہو، ایک مجاہدہ کر رہے ہو، اس لئے میں نے تمہاری بعض فطری اور ہنگامی مجبوریوں کی وجہ سے تمہیں یہ چھوٹ دے دی ہے کہ سال کے دوران جو چھٹے ہوئے روزے ہوں وہ کسی اور وقت پورے کر لو۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میں یہ چھوٹ تمہیں تمہاری اس کوشش کی قدر کرتے ہوئے دے رہا ہوں جو تم باقی دنوں میں اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالتے ہوئے میرا قرب پانے کے لئے میری خاطر کر رہے ہو۔ فرمایا کیونکہ یہ سب تمہارا عمل میری خاطر ہو رہا ہے اس لئے اگر تم عارضی طور پر بیمار ہو یا بعض سفروں اور مجبوری کی وجہ سے کافی روزے چھوٹ رہے ہیں اور مالی لحاظ سے اچھے بھی ہو تو فدیہ بھی دے دو یہ زائد نیکی ہے۔ اور بعد میں سال کے دوران روزے بھی پورے کر لو۔ اور جو مستقل بیمار ہیں یا عورتیں ہیں مثلاً دودھ پلانے والی ہیں یا جن کے پیدائش ہونے والی ہے وہ کیونکہ روزے نہیں رکھ سکتیں اس لئے ایسے مریضوں کے لئے اپنی حیثیت کے مطابق فدیہ دینا ہے۔''

[خطبات مسرور جلد 2 ص: 739-743]

اعتکاف اور لیلۃ القدر

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اعتکاف اور لیلۃ القدر کی اہمیت اور برکات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''...لیلۃ القدر کا مضمون ایک بڑا گہرا اور وسیع مضمون ہے۔ اس کے بارے میں بھی کچھ وضاحت کروں گا۔ لیکن اس سے پہلے کیونکہ آخری عشرے میں اعتکاف بھی بیٹھا جاتا ہے، اس لئے اعتکاف کے بارے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ اعتکاف کے ضمن میں کچھ باتیں اس کے مسائل کے بارے میں اور کچھ باتیں انتظامی لحاظ سے ہیں۔ کچھ بیٹھنے والوں کے لئے ہیں اور کچھ دوسرے لوگوں کے لئے ہیں جن کا ہر احمدی کو خیال رکھنا چاہئے۔

پہلی بات تو یہ یاد رکھیں کہ اعتکاف رمضان کی ایک نفلی عبادت ہے۔ اس لئے جگہ کی مناسبت سے، اس کی گنجائش

کے مطابق جو مرکزی [بیوت] ہیں ان میں یا جو بھی اپنے شہر کی [بیت] ہو اس میں بھی حالات کے مطابق اعتکاف بیٹھنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ بعض لوگوں کا زور ہوتا ہے کہ ہم نے ضرور اعتکاف بیٹھنا ہے اور فلاں [بیت] میں ہی ضرور بیٹھنا ہے۔ مثلاً ربوہ میں [بیت] مبارک میں یا [بیت] اقصیٰ میں بیٹھنا ہے یا یہاں [بیت] فضل میں بیٹھنا ہے یا [بیت] بیت الفتوح میں بیٹھنا ہے۔ اور پھر اس کے لئے زور بھی دیا جاتا ہے، خط پہ خط لکھے جاتے ہیں اور سفارش کرنے کی درخواستیں کی جاتی ہیں۔ تو یہ طریق غلط ہے۔ دعا کی قبولیت تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہو تو کہیں بھی ہو سکتی ہے۔ یہ تو نہیں فرمایا کہ جو اعتکاف بیٹھیں گے ان کو لیلۃ القدر حاصل ہو گی اور باقیوں کو نہیں ہو گی۔ کسی خاص جگہ سے تو مخصوص نہیں ہے ہاں بعض جگہوں کی ایک اہمیت ہے اور ان کے قرب کی وجہ سے بعض دفعہ جذبات میں خاص کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ سوچ بہر حال غلط ہے کہ ہم نے فلاں جگہ ضرور بیٹھنا ہے۔ بعض دفعہ لوگوں کو صرف یہ خیال ہوتا ہے کہ پچھلے سال فلاں بیٹھا تھا اس لئے اس سال ہمیں باری دی جائے۔ یا اس سال ہم نے ضرور بیٹھنا ہے۔ یہ دیکھا دیکھی والی بات ہو جاتی ہے۔ نیکیوں میں بڑھنے والی بات نہیں رہتی۔

ایک روایت میں آتا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ ہر رمضان میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے، ایک رمضان میں نماز فجر کی ادائیگی کے بعد آپ اپنے خیمہ میں داخل ہوئے تو حضرت عائشہؓ نے اعتکاف بیٹھنے کی اجازت مانگی تو آپؐ نے ان کو اجازت دے دی۔ انہوں نے بھی اعتکاف کے لئے خیمہ لگا لیا حضرت حفصہؓ نے حضرت عائشہؓ کے اعتکاف کرنے کا سنا تو انہوں نے بھی اعتکاف کے لئے خیمہ لگا لیا۔ حضرت زینبؓ نے یہ خبر سنی تو انہوں نے بھی اعتکاف کے لئے خیمہ لگا لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے جب اگلی صبح دیکھا تو چار خیمے لگے ہوئے تھے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ اس پر آپؐ کو امہات المومنین کا حال بتایا گیا (کہ ہر ایک نے ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی خیمہ لگا لیا ہے، اس لحاظ سے کہ آنحضرت ﷺ کا قرب حاصل ہو جائے گا) اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ ان کو ایسا کرنے پر کس چیز نے مجبور کیا ہے۔ کیا نیکی نے؟ ان خیموں کو اٹھا لو میں ان کو نہ دیکھوں۔ چنانچہ وہ خیمے اکھاڑ دیئے گئے، پھر آنحضور ﷺ نے اس رمضان میں اعتکاف نہ کیا۔ اپنا خیمہ بھی اٹھا لیا۔ البتہ (اس سال) آپ نے (روایت کے مطابق) آخری عشرہ شوال میں اعتکاف کیا۔ (بخاری کتاب الاعتکاف۔ باب اعتکاف فی شوال)

یہ دیکھا دیکھی والی نیکیاں بدعات بن جاتی ہیں۔ آپؐ برداشت نہ کر سکتے تھے کہ بدعات پھیلیں۔ نیکیوں کی خواہش تو دل سے پھوٹنی چاہئے۔ اس کا اظہار اس طرح ہو کہ لگے کہ نیکی کی خواہش دل سے نکل رہی ہے۔ یہ نہ ہو کہ لگ رہا ہو دیکھا دیکھی سب کام ہو رہے ہیں۔ امہات المومنین بھی یقیناً نیکی کی وجہ سے ہی اعتکاف بیٹھی ہوں گی کہ آنحضرت ﷺ کے قرب میں ان برکات سے ہم بھی حصہ لے لیں جو ان دنوں میں ہوتی ہیں۔ لیکن آپ ﷺ کو یہ برداشت نہ تھا کہ کسی نیکی سے دکھاوے کا ذرا سا بھی اظہار ہوتا ہو۔ ذرا سا بھی شبہ ہوتا ہو۔ چنانچہ آپؐ نے سب کے خیمے اکھڑوا دیئے۔

پھر آپؐ نے ہمیں یہ بھی بتایا کہ اعتکاف کس طرح بیٹھنا چاہئے، بیٹھنے والوں اور دوسروں کے لئے کیا کیا پابندیاں ہیں روایت میں آتا ہے کہ ”آپؐ نے رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا، آپؐ کے لئے کھجور کی خشک شاخوں کا حجرہ بنایا گیا، ایک دن آپؐ نے باہر جھانکتے ہوئے فرمایا، نمازی اپنے رب سے راز و نیاز میں مگن ہوتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ ایک دوسرے کو سنانے کے لئے قراءت بالجہر نہ کرو۔“ (مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 67۔ مطبوعہ بیروت)

یعنی [بیت] میں اور بھی لوگ اعتکاف بیٹھے ہوں گے اس لئے فرمایا معتکف اپنے اللہ سے راز و نیاز کر رہا ہوتا ہے، دعائیں کر رہا ہوتا ہے۔ قرآن شریف بھی اگر تم نماز میں پڑھ رہے ہو یا ویسے تلاوت کر رہے ہو تو اونچی آواز میں نہ کرو تا کہ دوسرے ڈسٹرب نہ ہوں۔ ہلکی آواز میں تلاوت کرنی چاہئے۔ سوائے اس کے کہ اب مثلاً جماعتی نظام کے تحت بعض [بیوت] میں خاص وقت کے لئے درسوں کا انتظام ہوتا ہے۔ وہ ایک جماعتی نظام کے تحت ہے اس کے علاوہ ہر ایک معتکف کو نہیں چاہئے کہ اونچی آواز میں تلاوت بھی کرے یا نماز ہی پڑھے۔ کیونکہ اس طرح دوسرے ڈسٹرب ہوتے ہیں۔ تو یہ ہیں احتیاطیں جو آنحضرت ﷺ نے فرمائیں۔ کہاں یہ احتیاطیں اور کہاں اب یہ حال ہے کہ بعض دفعہ پہلے ربوہ میں بھی ہوتا تھا لیکن دوسرے شہروں میں ابھی بھی باہر ہوتا ہے۔ شاید یہاں بھی یہی صورت حال ہو۔ معتکف کے لئے بڑی تکلیف دہ صورتحال ہوتی ہے۔ کہ وہ اپنی عبادت میں مصروف ہوتا ہے پردہ کے لئے ایک چادر ہی ٹانگی ہوتی ہے نا۔ پردہ کے پیچھے سے ایک ہاتھ اندر داخل ہوتا ہے جس میں مٹھائی اور ساتھ پرچی ہوتی ہے کہ میرے لئے دعا کرو یا نمازی سجدے میں پڑا ہوا ہے اوپر سے پردہ خالی ہوتا ہے تو اوپر سے کاغذ آ کر اس کے اوپر گر جاتا ہے (ساتھ نام ہوتا ہے) کہ میرے لئے دعا کرو۔ یا ایک پراسرار آواز پردے کے پیچھے سے آتی ہے آہستہ سے کہ میں فلاں ہوں میرے لئے دعا کرو۔ **یہ سب غلط طریقے ہیں۔**

پھر شام کو افطاریوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ افطاریاں بڑی بڑی آتی ہیں ٹرے لگ کے، بھر کے، جو معتکف تو کھا نہیں سکتا لیکن [بیت] میں ایک شور بھی پڑ جاتا ہے اور گند بھی ہو رہا ہوتا ہے۔ اور پھر جو لوگ افطاریاں بھیج رہے ہوتے ہیں۔ بعض بڑے فخر سے بتاتے بھی ہیں کہ آج میں نے افطاری کا انتظام کیا ہوا تھا، کیسی تھی؟ کیا تھا؟ یا دوسروں کو بتا رہے ہیں کہ یہ کچھ تھا۔ میری افطاری بڑی پسند کی گئی۔ پھر اگلے دن دوسرا شخص اس سے بڑھ کر افطاری کا اہتمام کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو یہ سب فخر و مباہات کے زمرے میں چیزیں آتی ہیں۔ بجائے اس کے کہ خدمت کی جائے یہ دکھاوے کی چیزیں بن جاتی ہیں۔ اس لئے یا تو اعتکاف بیٹھنے والا، اپنے گھر سے سحری اور افطاری منگوائے یا جماعتی نظام کے تحت مہیا ہو۔ ناموں کے ساتھ ہر ایک کے لئے علیحدہ علیحدہ افطاریاں آنی غلط طریق کار ہے۔ یہ کہیں بھی جماعت کی [بیوت] میں نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ اس سے آگے اور بدعتیں بھی پھیلتی چلی جائیں گی۔ ربوہ میں بھی دارالضیافت سے، جو مرکزی [بیوت] میں بیٹھے ہوتے ہیں ان کے لئے اور میرا خیال ہے دوسری جگہوں پہ بھی۔ (اگر نہیں ہے تو جانی چاہئیں) افطاری وسحری وہیں سے تیار ہو کر جاتی ہے اور سارے ایک جگہ بیٹھ کے کھا لیتے ہیں۔

پھر بعض لوگ اعتکاف بیٹھ کر بھی کچھ وقت کے لئے دنیاداری کے کام کر لیتے ہیں۔ مثلاً بیٹے کو کہہ دیا، یا اپنے کام کرنے والے کارندے کو کہہ دیا کہ کام کی رپورٹ فلاں وقت مجھ کو دے جایا کرو۔ کاروباری مشورے لینے ہوں تو فلاں وقت آجایا کرو کاروباری مشورے دیا کروں گا۔ یہ طریق بھی غلط ہے۔ سوائے اشد مجبوری کے یہ کام نہیں ہونا چاہئے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس بارے میں سوال ہوا کہ آدمی جب اعتکاف میں ہو تو اپنے دنیوی کاروبار سے متعلق بات کر سکتا ہے یا نہیں؟۔ آپؑ نے فرمایا کہ سخت ضرورت کے سبب کر سکتا ہے اور بیمار کی عیادت کے لئے اور حوائج ضروریہ کے واسطے باہر جا سکتا ہے۔ فرمایا کہ سخت ضرورت کے تحت۔ یہ نہیں ہے کہ جیسا میں نے پہلے کہا کہ روزانہ کوئی وقت مقرر کر لیا، فلاں وقت آجایا کرو اور بیٹھ کر کاروباری باتیں ہو جایا کریں گی۔ اگر اتفاق سے کوئی ایسی صورت پیش آگئی ہے کسی سرکاری کاغذ پر دستخط کرنے ہیں، تاریخ گزر رہی ہے یا کسی ضروری معاہدے پر دستخط کرنے ہیں، تاریخ گزر رہی ہے یا اور کوئی ضروری کاغذ ہے، ایسے کام تو ہو سکتے ہیں۔ لیکن ہر وقت، روزانہ نہیں۔

(بدر 21/فروری 1907ء صفحہ5)

یہ جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بیمار کی عیادت کے لئے جا سکتے ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ نہیں نکلنا چاہئے۔ یہ بھی عین آنحضرت ﷺ کی تعلیم کے مطابق ہے۔

حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ ''رسول اللہ ﷺ بیمار پرسی کے لئے جاتے اور آپؐ اعتکاف میں ہوتے۔ پس آپؐ قیام کئے بغیر اس کا حال پوچھتے۔''

(ابو داؤد ۔ کتاب الصیام باب المعتکف یعود المریض)

پھر اسی طرح ابن عیسیٰ کی ایک ایسی ہی روایت ہے۔ تو تیمارداری جائز ہے لیکن کھڑے کھڑے گئے اور آگئے۔ یہ نہیں کہ وہاں بیٹھ کر ادھر ادھر کی باتوں میں وقت ضائع کرنا شروع کر دیا یا باتیں بھی شروع ہو گئیں۔ اور یہ بھی اس صورت میں ہے (وہاں مدینے میں بڑے قریب قریب گھر بھی تھے) کہ قریب گھر ہوں اور کسی خاص بیمار کو آپ نے پوچھنا ہو، اگر ہر بیمار کے لئے اور ہر قریبی کے لئے، بہت سارے تعلق والے ہوتے ہیں آپ جانے لگ جائیں تو پھر مشکل ہو جائے گا اور یہاں فاصلے بھی دور ہیں، مثلاً جائیں تو آنے جانے میں ہمیں دو گھنٹے لگ جائیں۔ اور اگر ٹریفک میں پھنس جائیں تو اور زیادہ دیر لگ جائے گی۔ یہ قریب کے گھروں میں پیدل جہاں تک جا سکیں اس کی اجازت ہے، ویسے بھی جانے کے لئے جو جماعتی نظام ہے وہاں سے اجازت لینی ضروری ہے۔ یہ مَیں باتیں اس لئے کر رہا ہوں کہ بعض لوگ اس قسم کے سوال بھیجتے ہیں۔

ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ اعتکاف میں تھے۔ میں ان کی ملاقات کو رات کے وقت گئی۔ اور میں نے آپؐ سے باتیں کیں جب میں اٹھی اور لوٹی تو آپ بھی میرے ساتھ اٹھے۔ حضرت صفیہؓ کا گھر ان دنوں اسامہ بن زیدؓ کے مکانوں میں تھا۔ راستے میں انصاری راہ میں ملے۔ انہوں نے جب آپ کو دیکھا تو

تیز تیز چلنے لگے۔ آپؐ نے (ان انصاریوں کو) فرمایا کہ اپنی چال سے چلو۔ یہ صفیہ بنت حییؓ ہے۔ ان دونوں نے یہ سن کر کہا سبحان اللہ یا رسول اللہ! ہمارا ہرگز ایسا گمان آپ کے بارے میں نہیں ہوسکتا۔ آپ نے فرمایا: نہیں، شیطان خون کی طرح آدمی کی ہر رگ میں حرکت کرتا ہے۔ مجھے خوف ہوا کہیں شیطان تمہارے دل میں بری بات نہ ڈال دے۔''

(ابو داؤد کتاب الصیام باب المعتکف یدخل المسجد لحاجتہ)

تو ایک تو آپ نے اس میں شیطانی وسوسے کو دور کرنے کی کوشش فرمائی۔ بتا دیا کہ یہ حضرت صفیہ ہیں، ازواج مطہرات میں سے ہیں۔ دوسرے یہ کہ اعتکاف کی حالت میں [بیت] سے باہر کچھ دور تک چلے جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بلکہ اگر [بیت] میں حوائج ضروریہ کا انتظام نہیں ہے، غسل خانوں وغیرہ کی سہولت نہیں ہے تو اگر گھر قریب ہے تو وہاں بھی جایا جاسکتا ہے۔ آج کل تو ہر [بیت] کے ساتھ انتظام موجود ہے اس لئے کوئی ایسی دقت نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی کچھ وقت کے لئے [بیت] کے صحن میں یا باہر ٹہلنے کی ضرورت محسوس ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجلس میں بیٹھے تھے، خواجہ کمال دین صاحب اور ڈاکٹر عباد اللہ صاحب ان دنوں میں اعتکاف بیٹھے تھے تو آپؑ نے ان کو فرمایا کہ: ''اعتکاف میں یہ ضروری نہیں ہے کہ انسان اندر ہی بیٹھا رہے اور بالکل کہیں آئے جائے ہی نہ ([بیت] کی) چھت پر دھوپ ہوتی ہے وہاں جاکر آپ بیٹھ سکتے ہیں۔ کیونکہ نیچے یہاں سردی زیادہ ہے۔'' وہاں تو ہیٹنگ (Heating) کا سسٹم نہیں ہوتا تھا۔ سردیوں میں لوگ دھوپ میں بیٹھتے ہیں، پتہ ہے ہر ایک کو''اور ضروری بات کر سکتے ہیں۔ ضروری امور کا خیال رکھنا چاہئے۔ اور یوں تو ہر ایک کام (مومن کا) عبادت ہی ہوتا ہے۔'' (ملفوظات جلد دوم صفحہ 588,587۔ الحکم 2 جنوری 1903)

تو مومن بن کے رہیں تو کوئی ایسا مسئلہ پیدا نہیں ہوتا۔

حضرت عائشہؓ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ جب اعتکاف فرماتے تو آپ سر میرے قریب کر دیتے تو میں آپ کو کنگھی کر دیتی اور آپ گھر صرف حوائج ضروریہ کے لئے آتے۔'' (ابوداؤد کتاب الصیام۔ باب المعتکف یدخل المسجد لحاجتہ)

تو بعض لوگ اتنے سخت ہوتے ہیں کہ ان کا خیال ہے کہ اعتکاف میں اگر عورت کا، بیوی کا ہاتھ بھی لگ جائے تو پتہ نہیں کتنا بڑا گناہ ہو جائے گا۔ اور دوسرے یہ کہ حالت ایسی بنالی جائے، ایسا بگڑا ہوا حلیہ ہو کہ چہرے پر جب تک سنجیدگی طاری نہ ہو، حالت بھی بُری نہ ہو اس وقت تک لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ دوسروں کو پتہ نہیں لگ سکتا کہ یہ آدمی عبادت کر رہا ہے۔ تو یہ غلط طریق کار ہے۔ تو یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ اعتکاف میں اپنی حالت بھی سنوار کے رکھنی چاہئے اور تیار ہو کے رہنا چاہئے۔ اور دوسرے یہ کہ بیوی یا کسی محرم رشتے دار سے اگر آپ سر پر تیل لگوا لیتے ہیں یا کنگھی کروا لیتے ہیں اس وقت جب وہ [بیت] میں آیا ہو تو کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

رمضان کے آخری عشرے میں آنحضرت ﷺ کی عبادتوں کے کیا نظارے ہوتے تھے۔آپ ؐ کی تو عام دنوں کی عبادتیں بھی ایسی ہوتی تھیں کہ خیال آتا ہے کہ اس میں اور زیادہ کیا اضافہ ہوتا ہوگا۔لیکن آپ ؐ رمضان کے آخری عشرے میں اس میں بھی انتہا کر دیا کرتے تھے۔حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ جب رمضان میں سے ایک عشرہ باقی رہ جاتا تو آنحضور ﷺ کمر کس لیتے اور اپنے اہل سے ان دنوں میں بالکل علیحدہ ہو جاتے اور [بیت] میں چلے جاتے اور چوبیس گھنٹے صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہتے تھے۔تو یہ آخری عشرہ چند دن تک ہمارے پر بھی اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آنے والا ہے انشاء اللہ۔ہمیں بھی چاہئے کہ اپنی اپنی استعدادوں کے مطابق ان دنوں میں اپنی عبادتوں کو مزید سجائیں اور ان کو ترقی دیں۔استغفار اور عبادات کی طرف توجہ کریں تاکہ اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والے ہوں۔اس آخری عشرے میں جو لیلۃ القدر آتی ہے اس کو پانے والے ہوں اور یہ عہد کریں کہ جن عبادتوں کی عادت ان دنوں میں ہمیں پڑ گئی ہے اس کو ہم ہمیشہ قائم رکھنے والے ہوں گے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ’’جس شخص نے ایمان کی حالت میں اور محاسبہ نفس کرتے ہوئے رمضان کے روزے رکھے اس کو اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جس شخص نے ایمان کی حالت میں اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے لیلۃ القدر کی رات قیام کیا اس کو اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔‘‘

(بخاری کتاب فضل لیلۃ القدر۔باب فضل لیلۃ القدر)

اب یہاں دیکھیں روزے رکھنا، اور لیلۃ القدر کی رات کا قیام یعنی لیلۃ القدر والی رات میں عبادت۔ان دونوں کے ساتھ شرط ہے کہ ایک تو ایمان کی حالت میں ہو اور مومن ہو اور اپنا محاسبہ کرتے ہوئے ہو۔مومن وہ ہے جو ایمان کی تمام شرائط پوری کرتا ہے۔صرف زبان کا اقرار نہیں ہے۔اب شرائط کیا ہیں؟۔قرآن کریم میں متعدد شرائط کا ذکر ہے۔سب سے بڑی بات اللہ پر ایمان ہے۔مومن تو وہی ہے جو اللہ پر ایمان لائے۔اس کی مثال دے دیتے ہیں۔یہی فرمایا کہ ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ ....﴾ (الانفال: 3) یعنی مومن تو صرف وہی ہیں جن کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل ڈر جائیں۔تو جس کے دل میں اللہ کا خوف ہوگا وہ کبھی دوسرے کا حق مارنے کا سوچے گا بھی نہیں۔وہ کبھی معاشرے میں بگاڑ پیدا کرنے کا سوچے گا بھی نہیں۔کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اپنے معاشرے میں ہر ایک سے بنا کے سنوار کے رکھو۔ہمسایہ سے حسن سلوک کرو، اپنے وعدے پورے کرو، دوسروں کے لئے قربانی دو، اور اس طرح کے بے شمار حکم ہیں۔تو جب یہ چیزیں ہوں گی تبھی ایمان کی حالت ہوگی اور تبھی اللہ تعالیٰ کا خوف بھی دل میں ہوگا۔یا اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے یہ سب کام ہو رہے ہوں گے۔تو عبادتوں کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے اور اپنا محاسبہ کرنے، صبح شام یہ جائزہ لینے کہ میں نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا ہے یا نہیں، اور تقویٰ

سے رات بسر کی ہے یا نہیں، جس طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ جب ایسی حالت ہو گی تو فرمایا کہ ایسے لوگوں کے روزے بھی قبول ہوں گے اور لیلۃ القدر کی برکتیں بھی حاصل ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے بارے میں فرماتا ہے کہ یہ لوگ ہیں جو اجر عظیم حاصل کرنے والے ہیں۔ پھر ہر مومن کی خواہش ہوتی ہے کہ پتہ لگے کہ ''لیلۃ القدر'' کی راتیں ہیں کون سی؟ کون سی وہ راتیں ہیں جب ہم اللہ تعالیٰ کے اس انعام سے حصہ پا سکتے ہیں۔

ایک روایت میں آتا ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو''۔

(بخاری کتاب فضل لیلۃ القدر۔باب تحری لیلۃ القدر فی الوتر من العشر الاواخر)

یعنی تئیسویں، پچیسویں، ستائیسویں وغیرہ راتوں میں تلاش کرو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے متعدد صحابہ کرام کو رؤیا میں رمضان کی آخری سات راتوں میں لیلۃ القدر دکھائی گئی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میں دیکھتا ہوں تمہاری خوابوں میں رمضان کی آخری سات راتوں میں لیلۃ القدر کے ہونے میں موافقت پائی جاتی ہے۔ یعنی ان سب میں تقریباً یہی بات نظر آ رہی ہے پس تم میں سے جو بھی اس کو تلاش کرنا چاہے وہ اسے رمضان کی آخری سات راتوں میں تلاش کرے''۔

(بخاری کتاب فضل لیلۃ القدر۔باب فضل لیلۃ القدر)

تو بہرحال آخری عشرہ یا سات راتیں مختلف روایتوں میں آیا ہے۔

پھر ایک روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک بار میں نے عرض کی۔ اے اللہ کے نبی اگر مجھے لیلۃ القدر میسر آ جائے تو میں کیا دعا مانگوں۔ آپؐ نے فرمایا لیلۃ القدر نصیب ہونے پر یہ دعا کرنا کہ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی۔ یعنی اے اللہ تو بہت زیادہ درگزر کرنے والا ہے اور درگزر کو پسند کرتا ہے۔ پس مجھ سے درگزر فرما۔'' (مسند احمد بن حنبل۔باقی مسند الانصار)

تو یہ دعا آنحضرت ﷺ نے سکھائی ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ اور دعائیں نہیں کرنی چاہئیں۔ وہ بھی کریں لیکن اگر اس حدیث کو اوپر جو میں نے پہلے حدیث بیان کی ہے اس کے ساتھ ملائیں تو مزید بات کھلتی ہے کہ ایمان اور محاسبہ کرتے ہوئے لیلۃ القدر ملے تو گناہ بخشے گئے۔ اب جب ایک مومن اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگتا ہے کہ اے خدا! اس سارے رمضان میں اپنے گناہوں اور زیادتیوں کا میں جائزہ لیتا رہا ہوں اور اب میں عہد کرتا ہوں کہ آئندہ کوشش کروں گا کہ یہ غلطیاں اور زیادتیاں مجھ سے نہ ہوں۔ تُو معاف کرنے والا ہے۔ تو درگزر کو، معاف کرنے کو، بخشش کو پسند کرتا ہے، میرے گناہ بخش اور میری زیادتیوں سے درگزر فرما۔

تو جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ استغفار اور گناہوں سے معافی جو ہے توبہ قبول ہونے میں مددگار ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے انسان پھر ایسا نیکیوں پر قائم ہونے کی کوشش کرتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ بھی ایسے لوگوں کی مدد فرماتا ہے۔ تو وہ لوگ جو اس طرح دعا مانگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی عبادتوں کے معیار بھی قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور بندوں کے حقوق ادا کرنے کی بھی کوشش کرتے ہیں۔ تبھی تو عفو اور درگزر کا واسطہ دے کے اللہ تعالیٰ سے مانگ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کی نیک نیتی سے مانگی ہوئی دعاؤں کو اپنے وعدوں کے مطابق قبول بھی کرتا ہے۔ اسے نیکیوں میں بڑھاتا بھی ہے۔ تو یہ ساری چیزیں جو عفو، درگزر ہے یا معاف کرنا ہے، استغفار ہے، یہ کوئی چھوٹی دعا نہیں ہے، بہت بڑی دعا ہے۔ اگر آدمی اپنا پورا محاسبہ کرتے ہوئے مانگے تو، بہت ساری برائیوں کو چھوڑے گا تو اللہ کے پاس بھی جائے گا تاکہ بخشش کے سامان پیدا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس احساس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو کر اس سے عفو اور بخشش کے طلبگار رہوں۔

پھر جیسا کہ ہم جانتے ہیں اور ہمیں یہ علم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیا ہے لیلۃ القدر کے صرف اتنے ہی معنے نہیں ہیں کہ رمضان کے آخری عشرے میں چند راتوں میں سے ایک رات آ گئی اور اس میں دعائیں کر لی جائیں اور بس۔ بلکہ اس کے اور بھی بہت وسیع معنے ہیں۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ: ''ایک لیلۃ القدر تو وہ ہے جو پچھلے حصہ رات میں ہوتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ تجلی فرماتا ہے اور ہاتھ پھیلاتا ہے کہ کوئی دعا کرنے والا اور استغفار کرنے والا ہے جو مَیں اس کو قبول کروں لیکن ایک معنے اس کے اور ہیں جس سے بدقسمتی سے علماء مخالف اور منکر ہیں اور وہ یہ ہیں کہ ہم نے قرآن کو ایسی رات میں اتارا ہے کہ تاریک و تار تھی اور وہ ایک مستعد مصلح کی خواہاں تھی۔ خدا تعالیٰ نے انسان کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے جبکہ اس نے فرمایا ﴿مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ﴾ (الذاریات: 57)۔ پھر جب انسان کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے یہ ہو نہیں سکتا کہ وہ تاریکی ہی میں پڑا رہے۔ ایسے زمانے میں بالطبع اس کی ذات جوش مارتی ہے کہ کوئی مصلح پیدا ہو پس ﴿اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِىْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ﴾ (القدر: 2) اس زمانہ ضرورت بعثت آنحضرت ﷺ کی ایک اور دلیل ہے''۔

(الحکم جلد 10 نمبر 27 مورخہ 31/ جولائی 1906ء صفحہ 4)

[انتخاب از خطبات مسرور جلد 2 ص 789-779]

شانِ قرآن

''قرآن جواہرات کی تھیلی ہے اور لوگ اس سے بے خبر ہیں''

(مضمون نگار: خواجہ ایاز احمد سجاد صاحب۔ نائب مدیر)

حضرت خاتم الانبیاء سید الاصفیاء محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو خاتم الکتب یعنی قرآن مجید عطا ہوا اس کا دیگر کتبِ سماویہ سے جس اعتبار سے بھی موازنہ کیا جائے وہ عظمتِ کمال کی اوج پر بلا شرکتِ غیرے ایستادہ نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کی توحید کا مع دلائلِ قطعیہ بیان ہو یا مرتبۂ لقا کے حصول کی بات ہو۔ احکام کے ساتھ ان کی حکمت کا بتانا ہو یا اخلاقی وروحانی حالتوں کی اصلاح وتربیت کا مضمون ہو، اخلاقی ومعاشرتی احکام ومسائل کو نہایت محتاط مگر موزوں اور غیر مبہم انداز میں سکھانے کا باب ہو یا اصل زندگی یعنی حیاتِ آخرت میں فلاح کے ذرائع ہوں، عبادت کے ظاہری حسن ولطافت اور فصاحت وبلاغت کا عنوان ہو یا حقائق ومعارف کے عظیم تر اور غیر مقطوع ہونے کا ذکر ہو، غرضیکہ جس پہلو سے بھی جائزہ لے کر دیکھیں ایک یہی کتاب منفرد اور لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ ثابت ہوتی ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''کیونکہ کلامِ الٰہی کے نزول کا عام قاعدہ اور اصول یہ ہے کہ جس قدر قوتِ قدسی اور کمالِ باطنی اس شخص کا ہوتا ہے اسی قدر قوت اور شوکت اس کلام کی ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسی اور کمالِ باطنی چونکہ اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کا تھا جس سے بڑھ کر کسی انسان کا نہ کبھی ہوا اور نہ آئندہ ہوگا اس لئے قرآن شریف بھی پہلی تمام کتابوں اور صحائف سے اُس اعلیٰ مقام اور مرتبہ پر واقع ہوا ہے جہاں تک کوئی دوسرا کلام نہیں پہنچا......

آپؐ خاتم النبیین ٹھہرے اور آپ کی کتاب خاتم الکتب ٹھہری۔ جس قدر مراتب اور وجوہ اعجازِ قرآن کے ہو سکتے ہیں ان سب کے اعتبار سے آپؐ کی کتاب انتہائی نقطہ پر پہنچی ہوئی ہے یعنی کیا باعتبار فصاحت وبلاغت، کیا باعتبار ترتیب مضامین، کیا باعتبار تعلیم، کیا باعتبار کمالاتِ تعلیم، کیا باعتبارات ثمراتِ تعلیم، غرض جس پہلو سے دیکھو اسی پہلو سے قرآن شریف کا کمال نظر آتا ہے اور اس کا اعجاز ثابت ہوتا ہے۔'' (ملفوظات جلد دوم صفحہ ۲۶)

اسی طرح یہ پاک کتاب ''کلام اللہ'' ہونے کے لحاظ سے بھی بے مثل ہے۔ کیونکہ یہ حرفاً حرفاً اللہ تعالیٰ کی طرف سے جبریلؑ کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ اطہر پر نازل ہوئی ہے جبکہ گذشتہ کتبِ سماویہ میں سے کوئی بھی حرفاً

حرفاً نازل نہیں ہوئی۔

نیز فرقانِ مجید اس اعتبار سے بھی انفرادیت کا حامل ہے کہ صرف یہی ایک کتاب ہے جسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نام یعنی ''القرآن'' عطا ہوا ہے جبکہ تمام گذشتہ کتب وصحائف سماویہ اس شرف سے بھی محروم ہیں۔ لفظ ''القرآن'' اس خاتم الکتب کا نام ہونے کے اعتبار سے بھی عظیم الشان ہے اور اپنے معانی کے لحاظ سے بھی حیرت انگیز مضامین پر مشتمل ہے۔

چنانچہ لغتِ عرب کی تمام مستند کتب اس بات پر متفق ہیں کہ قَرَءَ الشَّيْئَ يَقْرَءُهٗ قِرَاءَةً وَ قُرْانًا کا بنیادی لغوی معنی ہے۔ جَمَعَهٗ وَ ضَمَّ بَعْضَهٗ اِلٰى بَعْضٍ یعنی کسی چیز کو اکٹھا کیا اور اس کے اجزاء کو باہم جوڑ دیا۔

حوالہ جات: مقاییس اللغۃ از: ابن فارس متوفی ۳۹۵ھ زیر مادہ: قرء۔ مفردات امام راغب از: حضرت علامہ راغب متوفی ۵۰۳ھ زیر مادہ: قرء۔ لسان العرب از: ابن منظور متوفی ۷۱۱ھ زیر مادہ: قرء۔ تاج العروس از محمد مرتضیٰ حسینی متوفی ۱۲۰۵ھ زیر مادہ قرء

القِرَاءَةُ اور القُرْاٰنُ اس فعل کے مصادر ہیں۔ حضرت امام راغبؒ لکھتے ہیں:

- ''حروف وکلمات کو باہم ایک باقاعدہ متحکم ترتیب میں اکٹھا کرنے اور ملانے کو ''القِراءَة'' کہتے ہیں۔ نیز ہر قسم کی چیز کو جمع کرنے کے لئے لفظ قَرَءَ استعمال نہیں ہوتا۔ مثلاً اگر کوئی لوگوں کو اکٹھا کرے تو اسے قَرَءْتُ الْقَوْمَ نہیں کہیں گے''

(مفردات۔ حوالہ مذکور)

- مندرجہ بالا بحث کے مطابق ''القُرْاٰنُ'' (جو کہ قَرَءَ کا مصدر ہے) کا معنی ہوا۔ کلام کو ایک باقاعدہ ترتیب سے جمع کرنا اور اس میں باہم ربط رکھنا۔

پھر حضرت امام راغبؒ فرماتے ہیں:

''بعض علماء کا کہنا ہے کہ تمام الٰہی کتب میں سے صرف اسی کتاب کا نام ''قرآن'' رکھنے کی حکمت یہ ہے کہ اس کتاب نے اپنے اندر اللہ تعالیٰ کی تمام کتب کا مغز اور نچوڑ جمع کر رکھا ہے۔ بلکہ اس لئے کہ اس نے تمام علوم کا ثمرہ اور ماحصل اپنے اندر اکٹھا کر رکھا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہی وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْئٍ اور تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْئٍ ...... وغیرہ آیات میں اس طرف اشارہ فرمایا ہے۔''

(مفردات امام راغب۔ زیر مادہ: قرء)

یعنی لفظ ''القرآن'' میں اس حقیقت کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ یہ کتابِ کامل اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والی تمام کتب وصحائف کی اصل اور بنیادی تعلیمات کے ماحصل پر اور دینی و دنیاوی ترقیات کے لئے ضروری تمام علوم کے خلاصہ اور نچوڑ پر مشتمل ہے۔ لہٰذا اب گذشتہ کتبِ سماویہ کی پیروی کی حاجت نہیں رہی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی ۔تمہارے ایمان کا مصدق اور مکذب قیامت کے دن قرآن ہے اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلاواسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے......اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مضغہ کی طرح تھی۔ قرآن وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں۔''

(کشتی نوح ۔ روحانی خزائن جلد ۱۹صفحہ ۲۷)

پھر قَرءَ الکِتَابَ کا معنی ہے۔نَطَقَ بِالمَکتُوبِ فِیہِ اَوْ اَلقَی النَّظَرَ عَلَیہِ وَطَالَعَہُ''۔ یعنی کتاب میں جو عبارت لکھی ہوئی تھی اسے باآواز زبان سے ادا کیا یا محض اس پر نظر ڈالتے ہوئے خاموشی سے اس کا مطالعہ کیا۔

(مفردات امام راغبؒ ۔حوالہ مذکور)

اور یہ بات یقیناً بڑی قابل غور اور بڑی اہمیت کی حامل ہے کہ خدائے علیم وقدیر نے اپنی غالب حکمت کے تحت اپنی آخری اور کامل کتاب کی پہلی وحی کا آغاز ہی اِقْرَءْ کے لفظ سے کیا جو کہ قَرءَ سے فعل امر کا صیغہ ہے۔

لغاتِ عرب کی مندرجہ بالا بحث کی روشنی میں قرآن مجید کی سب سے پہلی وحی کے سب سے پہلے لفظ اِقْرَءْ کا معنی یہ بنے گا کہ (اے رسولؐ!) اس وحی کو ایک باقاعدہ مستحکم ترتیب سے اور اس کے اجزاء کے باہم مربوط ہونے کی صورت میں جمع کر اور اس کی تلاوت جہراً بھی کر اور سرًّا بھی کر۔

قرآن مجید کو پڑھا کیسے جائے؟ اس بارہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''قرآن شریف کو پڑھو اور خدا سے ناامید نہ ہو......قرآن شریف کا ترجمہ بھی پڑھو......قرآن شریف کو ایک معمولی کتاب سمجھ کر نہ پڑھو بلکہ اس کو خدا تعالیٰ کا کلام سمجھ کر پڑھو'' (ملفوظات ۔جلد سوم صفحہ ۱۹۱)

پھر آپؑ فرماتے ہیں:

''سو تم قرآن کو تدبّر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو''

(کشتی نوح ۔روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۲۶)

نیز خود لفظ ''قرآن'' اپنے اندر ایک پیغام، ایک پیشگوئی رکھتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''میں نے قرآن کے لفظ میں غور کی ۔تب مجھ پر کھلا کہ اس مبارک لفظ میں ایک زبردست پیشگوئی ہے۔ وہ

یہ ہے کہ یہی ''قرآن'' یعنی پڑھنے کے لائق کتاب ہے اور ایک زمانہ میں تو اور بھی زیادہ یہی پڑھنے کے لائق کتاب ہوگی جبکہ اور کتابیں بھی پڑھنے میں اس کے ساتھ شریک کی جائیں گی۔ اُس وقت (دینِ حق) کی عزت بچانے کے لئے اور بُطلان کا استیصال کرنے کے لئے یہی ایک کتاب پڑھنے کے قابل ہوگی...... بڑا بے ایمان ہے وہ شخص جو قرآن کریم کی طرف التفات نہ کرے اور دوسری کتابوں پر ہی رات دن جھکا رہے۔''

(ملفوظات۔جلد اوّل صفحہ ۳۸۶)

اس طرح یہ پیشگوئی بھی تھی کہ تمام کتبِ سماویہ میں سے صرف یہی ایک کتاب ہے جسے پورے اہتمام کے ساتھ ایک باقاعدہ ترتیب اور اجزاء میں باہمی ربط سے مصحف صورت میں جمع کیا جائے گا۔ بلکہ اس پہلی وحی میں، جو سورۃ العلق کی ابتدائی آیات پر مشتمل ہے، اِقْرَءْ کا لفظ دو مرتبہ آیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا: اِقْرَءْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ ...... اِقْرَءْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۔ ان آیات میں قلم کے ذریعہ قرآن مجید کی وحی کو لکھ کر اس کی جمع وتدوین کرنے کا واضح پیغام ہے اور اس اعتبار سے بھی شانِ قرآن دیگر تمام کتبِ سماویہ پر اپنی فضیلت قائم کئے ہوئے ہے۔ اور سورۃ الطور کی آیات وَالطُّوْرِ ۝ وَ كِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۝ فِىْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ میں اس مضمون کو پوری آب وتاب کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اس بات میں کوئی بھی شک نہیں کہ قرآن ''وحی متلو'' پر مشتمل ہے۔ اس کا ہر حصہ متواتر اور قطعی ہے۔ حتّٰی کہ نقاط اور حروف بھی۔ خداتعالیٰ نے اسے بڑے کامل اور زبردست اہتمام کے ساتھ ملائکہ کی حفاظت میں اتارا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے معاملہ میں ہر قسم کا اہتمام کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ ہمیشہ اس کی ہر ہر آیت کو اپنی آنکھوں کے سامنے بالکل اسی طرح لکھوایا جس طرح نازل ہوتا تھا۔ حتی کہ سارے قرآن کو جمع کیا، آیات کو ترتیب دی اور بنفسِ نفیس ان کو جمع کرایا اور نماز میں اس کی قرأت پر اس وقت تک دوام اختیار فرمایا کہ آپؐ اس دارِفانی سے رخصت ہو کر اپنے رفیقِ اعلیٰ اور محبوب سے یعنی ربّ العالمین سے جاملے''

(ترجمہ عربی عبارت حمامۃ البشریٰ روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۲۱۶)

❁--❁--❁

نصاب امتحان سہ ماہی چہارم: (۱) قرآن کریم پارہ نمبر 2 نصف آخر (۲) کتاب ''احادیث الاخلاق'' نصف آخر (۳) کتاب ''خلافِ راشدہ'' از حضرت مصلح موعود نصف آخر

(قیادت تعلیم مجلس انصاراللہ پاکستان)

مذہبی رواداری اور سیرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(تحریر: فضیل عیاض احمد۔ شاہد)

مذاہب عالم کی تاریخ میں یہ امر بے حد کرب ناک اور قلوب انسانی پر افسردگی طاری کرنے والا ہے کہ ہر مذہب کے ماننے والوں نے نہ صرف یہ کہ باہم مذہب کی تعبیر کرتے ہوئے پیدا ہونے والے اختلافات کے نتیجے میں ایک دوسرے پر ظلم کئے بلکہ دوسرے مذاہب کے ماننے والوں پر ایسے تشدد کئے جن کو سوچ کر بھی جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔

سپینش انکوئیزیشن (Spanish Inquisition) نے جسے 1478ء میں پاپائے روم کی ایماء اور منظوری سے قائم کیا گیا تھا مظالم کی وہ مثالیں قائم کیں جس پر چرچ آج بھی شرمندہ ہے اور تاریخ میں Tomás de Torquemada (توماس۔دے۔تورقے مادا) جیسے بدنام انکوئیزیٹر کو جنم دیا جس کی بربریت کی داستانیں عیسائی مذہب کی تاریخ کا ایک تاریک حصہ ہیں۔

پندرھویں صدی عیسوی میں جب عیسائی فرقے Protestant کا آغاز ہوا اور اس کے ماننے والوں نے پھیلنا شروع کیا خصوصاً اٹلی میں تو Pope Jhon III نے جناب Cardinal Carafa (کارڈینل کارافا) کی سربراہی میں انکوئیزیشن قائم کی جو ایک عرصے تک قائم رہی اور نہ صرف پروٹسٹنٹ قبول کرنے والوں پر بلکہ ایسی سائنسی تحقیقات پیش کرنیوالوں کو بھی تشدد کا نشانہ بنایا گیا جن کی تحقیقات بائیبل سے مطابقت نہ رکھتی تھی۔ رومن انکوئیزیشن 1542 تک صرف اٹلی کی حدود میں رہی جب کارڈینل کرافا Pope Paul IV بنا تو اس کا دائرہ وسیع ہو گیا اور اس کی تحقیقات اور ظلم سے بشپ اور کارڈینل بھی محفوظ نہ رہے۔ (انسائیکلوپیڈیا انکارٹا زیر لفظ Inquisition)

انکوئیزیشن کا یہ عمل یورپ کے ان تمام ملکوں میں جاری رہا جو آج مذہبی آزادی کے علمبردار ہیں اور جہاں آج دوسرے مذاہب والے، مذہب، رنگ، نسل اور تہذیب و ثقافت کے اختلاف کے باوجود جذب ہوتے چلے جا رہے ہیں مذہبی رواداری اور آزادی کا جو درس ہمیں آج یورپ کے مدرسوں اور اس کی تہذیب دے رہی ہے وہ درس عرب کے وحشت خیز معاشرے میں پیدا ہونے والے داعیٔ امن النبی الامی نے پہلے دن سے ہی دے دیا۔ اور ظلم و جبر کے خلاف وہ آواز اٹھائی کہ اس معاشرے کو بدل کر رکھ دیا۔ آپ نے اعلان فرمایا کہ "اے لوگو تمہارا رب ایک ہے تم ایک ہی باپ کی نسل ہو اس لئے تم میں چھوٹے بڑے کی تقسیم قابل قبول نہیں نہ کسی عربی کو کسی عجمی پر اور نہ کسی عجمی کو کسی عربی پر نہ سیاہ کو

سفید پر نہ سفید کو سیاہ پر کوئی فضیلت حاصل ہے صرف تقویٰ اور ذاتی قابلیت ہی وجہ فضیلت ہوگی اور دین حق کے اقتدار میں رنگ ونسل کا کوئی امتیاز نہ ہوگا''

آیئے سیرت محمد عربی صلی اللہ وآلہ وسلم کی نظر سے اس سارے عمل کا جائزہ لیں۔

سن 4 ہجری میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے (سینٹ کیتھرائن متصل کوہ سینا کے) راہبوں اور تمام عیسائیوں کو ایک امان نامہ دیا یہ ایک طویل امان نامہ ہے اور مذہبی رواداری کی اعلیٰ مثال ہے۔ اس امان نامے کو مختلف عیسائی مورخین نے بھی نقل کیا ہے چنانچہ کتاب Patrologia Orientalus جلد 13 صفحہ 600 تا 618 میں بھی یہ امان نامہ منقول ہے۔ اس کی عبارت کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے

''امان نامہ من جانب محمد بن عبدالمطلب جملہ بنی نوع انسان کی طرف مبعوث کردہ رسول جو بشیر اور نذیر اور احکام خداوندی کے ابلاغ میں امین ہے''

پھر لکھوایا ''بنام سید بن حارث بن کعب، اور ان کی ملت نصرانیہ آبادکاران مشرق ومغرب نزدیک و دور وعرب نژاد اور عجمی ومشہور وگمنام سب کے لئے!

یہ تحریر نصاریٰ کے لئے رسول اللہ کی طرف سے معمول کے طریق پر ایسے امان نامہ کی صورت میں ہے جس میں انصاف اور معاہدین کی حفاظت کی ذمہ داری دی جاتی ہے مسلمانوں میں جو شخص اس امان نامہ کی پاسداری ملحوظ رکھے وہ اسلام کا نگہبان اور اسلام کی خوبیوں سے بہرہ مند ہونے کا مستحق ہے اور جو مسلمان اس امان نامہ کو نظر انداز کر کے ان دفعات پر عمل نہ کرے یا ان کی مخالفت کا مرتکب ہو اور میرے احکام کا پابند نہ رہے وہ خدا سے کئے ہوئے میثاق سے پھرنے والا ہے اس کی پناہ سے فراری اور لعنت کا مستوجب ہے بادشاہ ہو یا رعایا اس بنا پر میں نے انہیں اپنے خدا کی طرف سے امان دینے کے ساتھ جملہ انبیاء واصفیا اور دنیا کے مومنین ومسلمین اولین وآخرین ہر ایک کی طرف سے پناہ دی اس بارے میں وہ میثاق سامنے رکھنا ضروری ہے جو خدا نے بنی اسرائیل کو اطاعت وایفائے عہد اور اللہ سے کئے ہوئے وعدہ کو پورا کرنے کے لئے ارشاد فرمایا''

اس کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نصاریٰ کی حفاظت کی ذمہ داری ان کے معابد اور زیارت گاہوں کی حفاظت کی ضمانت دی ہے اور فرمایا

''ان کے گرجے، عبادت خانے، خانقاہیں، اور مسافر خانے خواہ وہ پہاڑوں میں ہوں یا کھلے میدان میں یا تیرہ وتار غاروں کے اندر ہوں یا آبادیوں میں گھرے ہوئے ہوں یا وادیوں کے دامن اور ریگستان میں ان سب کی حفاظت میرے ذمہ ہے... ان معاہدین اور ان کے ہم مشرب گروہ کے عقائد ورسوم مذہب کے تحفظ میں میری ذمہ داری ہے۔ یہ

لوگ خشکی اور بحری شرق وغرب کے کسی حصہ میں کیوں نہ ہوں ان کے لئے میرے ساتھ مسلمانوں کا ہر فرد اس امان نامہ کا پابند ہے۔ ان کے پادری، راہب اور سیاح جن مناصب پر ہیں انہیں معزول نہ کروں گا۔ ان کی عبادت گاہوں میں بھی مداخلت نہ کروں گا۔ نہ انہیں مساجد میں تبدیل کروں گا۔ نہ انہیں مہمان سرائے کے طور پر استعمال کروں گا۔ کسی ذِمی (غیر مسلم شہری جو مسلم حکومت کی ذمہ داری میں ہے) کو مسلمانوں کی حمایت میں جنگ کرنے پر مجبور نہ کیا جائے گا۔ وہ ہمارے پناہ گزیں ہیں اور اپنی امان کا عوض ادا کرتے ہیں۔ جنگ کے موقعہ پر ان سے گھوڑے اور اسلحہ بھی نہ لئے جائیں۔ اگر از خود امداد کرنا چاہیں تو اس حالت میں وہ قابل مدح اور تشکر کے حقدار ہیں۔ کسی نصرانی کو مسلمان ہونے پر اکراہ نہ کیا جائے۔ ان کی عورتیں جن سے عقد حلال ہے مسلمان انہیں زبردستی نکاح میں نہ لائیں۔ ان کی طرف سے انکار کی حالت میں ایسا ارادہ ان کو تکلیف پہنچانا ہے نکاح تو خوشی سے ہونا چاہئے۔ جس مسلمان کے گھر میں نصرانی عورت ہو اسے اپنے مذہبی شعائر ادا کرنے کی اجازت ہونا چاہئے وہ عورت جب چاہے اپنے علماء سے مسئلہ دریافت کر سکتی ہے جو شخص اپنی نصرانی بیوی کو اس کے مذہبی شعائر ادا کرنے سے منع کرے وہ خدا اور رسول کی طرف سے ان کو دئے گئے میثاق کا مخالف اور عند اللہ کاذب ہے۔ اگر وہ اپنی عبادت گاہوں اور خانقاہوں یا قومی عمارتوں کی مرمت کرنا چاہیں اور مسلمانون سے مالی اور اخلاقی امداد کے طلب گار ہوں تو ان کی اعانت کرنا ہی چاہئے یہ اعانت ان پر قرض اور احسان نہ ہوگی بلکہ اس میثاق کی تقویت ہوگی جو رسول اللہ نے از راہ احسان و کرم ان پر کیا ہے۔''

اس میثاق پر 32 افراد کے بطور گواہان دستخط ہیں جس میں خلفاء راشدین کے علاوہ کبار صحابہ کے دستخط ہیں اور یہ معاہدہ معاویہ بن ابوسفیان نے تحریر کیا۔ اسی معاہدہ کی تجدید حضرت ابوبکرؓ نے فرمائی اور پھر حضرت عمرؓ نے بھی اس کی تجدید کی۔ (سیاسی وثیقہ جات از ڈاکٹر حمید اللہ)

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذہبی رواداری کی جن عظیم الشان تعلیمات کو بنی نوع انسان کے سامنے پیش کیا یہ امان نامہ اس کی ایک نادر مثال ہے۔ کیا آج کے دور میں کسی مذہبی ریاست یا رہنما یا لیڈر کی طرف ایسے کسی امان نامے کی مثال دی جا سکتی ہے اور جس کا نفاذ آج بھی ہو اور آج بھی اس کا اسی طرح احترام کیا جائے۔

مذہبی رواداری کی جو تعلیمات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیں بعد میں آنے والے شارحین دین نے بادشاہوں کی سیاسی مصلحتوں کی خاطر اور ان کے نظریات کے مطابق مذہب کی تعبیر کرتے ہوئے غیر مسلموں کو کمتر درجہ کا شہری بنانے کے لئے وہ تعلیمات پیش کر دیں جو آج تک خدا کا خوف رکھنے والے مسلمان علماء کے لئے وبال جان بنی ہوئی ہیں۔ جب کے اس کے برعکس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا رویہ مذہبی رواداری کے تعلق میں کیا تھا آیئے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خوبصورت واقعہ دیکھتے ہیں۔

بعثت نبوی کے بعد کی بات ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم عبادت کی غرض سے حرم کعبہ میں جایا کرتے تھے۔ اور قریش مکہ ان کو ہر طرح کی ایذاء دینا اپنا فرض سمجھتے تھے۔ سجدے میں سر رکھتے تو اوپر پتھر رکھ دیتے، کبھی ایسی بھی بدبختی کی گئی کہ عقبہ بن ابی معیط کہیں سے اونٹنی کی بچہ دانی لے آیا اور جب آپ سجدے میں گئے تو سر پر رکھ دی۔ انہی دنوں کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ آپ عبادت کی غرض سے کعبہ گئے اور کلید بردار کعبہ عثمان بن طلحہ سے کعبہ کی چابیاں طلب کیں اس نے کمال تکبر سے آپ کی اس استدعا کو ٹھکرا دیا۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ ''عثمان! ایک دن آئے گا کہ یہ کنجیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی اس پر عثمان بن طلحہ نے جھنجلا کر کہا'' کیا اس دن قریش کے تمام مرد ذلیل و برباد ہو چکے ہوں گے؟'' فتح مکہ کے روز سب سے پہلے آپ کعبہ میں تشریف لے گئے اور اسی عثمان کو آپ نے طلب فرمایا عثمان لرزاں و ترساں حضور کے سامنے بت بنا کھڑا تھا اور اسے اپنے وہ الفاظ یاد آ رہے تھے جو اس نے حضور سے کہے تھے لیکن میرے آقا و مولا نے کمال شفقت اور مہربانی سے فرمایا: عثمان آج انتقام لینے اور غصہ نکالنے کا دن نہیں بلکہ نیکی اور اسلامی اخلاق قائم کرنے کا دن ہے جاؤ تمہیں معافی دی جاتی ہے نہ صرف معافی بلکہ کعبہ کی چابیاں بھی تیرے حوالے کی جاتی ہیں اور یہ چابیاں جو تم سے چھینے گا وہ ظالم ہوگا''۔

یہ تھے اس فاتح کے اخلاق عالیہ اور مذہبی رواداری کہ جس پر ظلم پر ظلم کئے گئے لیکن اس نے ہر ظلم کا انتقام لیا لیکن تلوار و تیر سے نہیں بلکہ عفو درگذر سے۔ ایک اور واقعہ پیش خدمت ہے جس سے آپ کے اس دلی جذبے کا پتا چلتا ہے جو غیر مذاہب والوں اور اپنے مخالفین بلکہ جانی دشمنوں کے لئے آپ کے دل میں موجزن تھا۔

قبائل یمامہ کا ایک سردار ثمامہ بن اثال تھا اس نے کئی اسلامی مہمات کو سخت نقصان پہنچایا تھا۔ وہ گرفتار ہو کر آیا تو حضور نے اس کو مسجد نبوی میں ایک ستون کے ساتھ بندھوا دیا۔ مقصد یہ تھا کہ وہ مسجد میں مسلمانوں کی آمد و رفت کو دیکھے اور ان کے عقائد اور اعمال پر اسے غور کرنے کا موقعہ مل جائے جب بھی حضور اس کے پاس سے گزرتے تو فرماتے سنایئے ثمامہ کیا حال ہے اور تم کیا چاہتے ہو؟ وہ جواب دیتا اگر آپ مجھے معاف کر دیں تو آپ کا احسان یاد رکھوں گا، اور آپ مجھے کبھی ناشکر گزار نہیں پائیں گے اور اگر آپ مجھے قتل کر دیں تو میں اس کا مستحق ہوں اگر مالی معاوضہ چاہیے تو جو آپ فرمائیں گے میں ادا کر دوں گا۔ تین دن تک آپ نے اسے اسی حالت میں رکھا اور تینوں دن اس سے دریافت کرتے رہے۔ تین دن کے بعد آپ نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو۔ اب وہ اپنے گھر جا سکتا ہے۔ ثمامہ رہائی پانے کے بعد سیدھا ایک تالاب میں جا کر نہایا اور واپس آ کر عرض گزار ہوا'' خدا کی قسم اس سے پہلے روئے زمین پر سب سے زیادہ آپ مجھے برے لگتے تھے۔ لیکن آپ کے اخلاق کریمانہ اور حسن معاشرت دیکھ اب ساری زمین پر آپ سے زیادہ مجھے کوئی پیارا نہیں۔ خدا کی قسم سب سے زیادہ مجھے آپ کا مذہب ناپسند تھا لیکن اب مجھے اس سے زیادہ پیارا مذہب کوئی نظر نہیں آتا خدا کی قسم آپ کا شہر

مجھے سخت ناپسند تھا اب اس جیسا پیارا شہر میرے نزدیک روئے زمین پر کوئی نہیں اب میں مسلمان ہوتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے برگزیدہ بندے اور رسول ہیں۔

اس کے بعد ثمامہ مکہ میں عمرہ کے لئے گئے اہل مکہ نے کہا اے ثمامہ! سنا ہے تو بد دین ہو گیا ہے اس لئے ہم تجھے قتل کرتے ہیں ثمامہ نے کہا کہ میں بد دین نہیں ہوا بلکہ سب سے بہتر دین محمد ﷺ کے دین میں داخل ہو گیا ہوں۔ خدا کی قسم تمہارے لئے سارا غلہ یمامہ سے آتا ہے اگر تم نے مجھے تنگ کیا تو تمہیں وہاں سے گندم کا ایک دانہ بھی نہ مل سکے گا اس پر قریش ڈر گئے لیکن پھر بھی اس کو کافی تنگ کیا۔ جب ثمامہ بن اثالؓ واپس یمامہ پہنچا تو انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ خبردار اہل مکہ کو گندم کا ایک دانہ بھی نہ پہنچے۔ اہل مکہ اس گرفت سے بہت تنگ ہو گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عریضہ بھیجا ''جب تک آپ مکہ میں رہے ہم نے بارہا آپ کی زبان سے سنا کہ صلہ رحمی ضروری چیز ہے لیکن آپ کے رفقاء میں سے ثمامہ نے غضب کر دیا اس نے اپنی ذیل سے ہمارے لئے گیہوں کی برآمد روک لی ہے جس سے ہم بے حد تکلیف میں ہیں اگر آپ ثمامہ کو لکھ سکیں کہ کہ یہ پابندی دور کر لے تو آپ کی عنایت ہو گی'' اس پر آپ نے ثمامہ کو لکھا کہ ''میری قوم قریش سے غلہ کی برآمدگی میں پابندی ہٹا لو''۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے لکھا کہ ''اہل مکہ کے ساتھ حسب دستور سابق خرید و فروخت جاری رکھو اور ان کا غلہ بند نہ کرو۔ کیونکہ دشمن کو بھوکا مارنا اچھی بات نہیں''

آج کی دنیا میں محض Mass Destruction کے ہتھیاروں کی تیاری کے خوف کے پراپیگنڈے کے نتیجے میں قوموں پر UNO کی طرف سے Sanctions کا خوف دلایا جاتا ہے۔ پابندیوں کی دھمکی دی جاتی ہے، اور قوموں کو محض ایک شخص کے پکڑنے کے لئے خاک وخون میں ملا دیا جاتا ہے لیکن عرب کے اس بادیہ نشین عربی نبی کے اخلاق اور مذہبی رواداری کا نظارہ تو دیکھئے کہ ایک ایسی قوم کو اناج کی فروخت ایک شخص بند کر دیتا ہے جس نے اس نبی پر ہر ظلم روا رکھا ہوتا ہے اس حد تک کہ تین سال تک اس کو ایک تنگ گھاٹی میں محصور کئے رکھا جہاں بچے دودھ کے لئے بلکتے رہے کھانے پینے کی اشیاء پر پابندی لگا دی گئی گویا مکمل سوشل بائیکاٹ کی کیفیت پیدا کر دی گئی۔ اور جب وہ قوم اس نبی کے اخلاق کو دیکھ کر اس سے فریاد کرتی ہے تو وہ یہ نہیں کہتا واہ ثمامہ تم نے بہت اچھا کام کیا اس نے کہا تو صرف یہ کہا ''دشمن کو بھوکا مارنا اچھی بات نہیں''

ایک دفعہ خیبر کی ایک یہودی عورت نے جو آپ کی خدمت میں بھنے ہوئے گوشت کا تحفہ پیش کیا آپ نے اسے قبول کر لیا لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ اس میں زہر ہے اس پر آپ نے اس عورت کو بلوا کر تحقیق کی لیکن اس عورت نے معذرت کی آپ نے اسے معاف فرما دیا۔

مذہبی رواداری کی اس سے بڑی اور کیا مثال ہو سکتی ہے کہ ایک عورت آپ کو جان سے مارنے کی کوشش کرتی ہے۔ غیر مسلم

ہے، سازش کا امکان بھی ہے لیکن آپ اسے اس کی معذرت پر معاف کر دیتے ہیں۔

آپ کے اس حلم اور رواداری کو دیکھ کر غیر مسلم بھی بسا اوقات فائدہ اٹھاتے تھے۔ایک مرتبہ ایک غیر مسلم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں مہمان ہوا آپ نے پہلے ایک بکری کا دودھ پیش کیا پھر دوسری بکری کا لیکن وہ سیر نہ ہوا یکے بعد دیگرے سات بکریوں کا دودھ وہ پی گیا ۔آپ اس حرص پر مسکرائے تو لیکن اس کو کچھ نہ کہا۔

مذہبی اختلاف آپ کو اس بات پر آمادہ نہیں کرتا تھا کہ آپ کسی غیر مسلم کا دیا ہوا تحفہ قبول نہ کریں۔آپ ہمیشہ ان کی دلداری کی خاطر ان کی طرف سے دیئے گئے تحائف بھی قبول فرما لیتے۔یہود ان بنی نضیر میں سے مخرق نامی ایک یہودی نے مرتے وقت اپنے سات باغات آپ کے نام ہبہ کر دیئے جو حضور نے قبول فرمائے۔

مذہبی اختلافات کی بنیاد پر بعض اوقات جنازوں تک کو روک دیا جاتا ہے۔ لیکن آیئے دیکھیں کہ میرے آقا و مولا فداہ ابی و امی و روحی و جنانی کے خلق عظیم کیا تھے۔حضرت ابن ابی لیلیٰ روایت کرتے ہیں کہ سہل بن حنیف اور قیس بن سعد قادسیہ میں بیٹھے ہوئے تھے ان کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو آپ کھڑے ہو گئے کسی نے کہا کہ یہ تو یہاں کے ایک باشندے یعنی کافر کا جنازہ تھا اس پر انہوں نے جواب دیا کہ کیا ہوا؟ اسی طرح ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے بھی ایک جنازہ گزرا تو آپ کھڑے ہو گئے لوگوں نے کہا یہ تو یہودی کا جنازہ تھا آپ نے فرمایا کیا یہودی انسان نہیں ہوتے۔

مذہبی رواداری اور عدم تشدد کے لئے ضروری ہے کہ دوسرے کے دلائل کو سنا جائے اور نہ صرف سنا جائے بلکہ اس کے دلائل اگر عادلانہ اور منصفانہ بیان پر قائم ہوں تو ان کو قبول بھی کر لیا جائے۔حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس معاشرے کا تصور کا پیش کیا اس میں آزادی رائے اور مذہب کو اولین اہمیت حاصل ہے۔اور مذہبی بنیاد پر جبر و تشدد کا کوئی تصور موجود نہیں۔ اپنی پیش کردہ تعلیم کی بناء پر مذہبی عدم تشدد کا دعوی اگر کوئی مذہب کر سکتا ہے تو وہ صرف اور صرف وہ دین ہے جو محمد عربی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے منسوب ہے۔کسی دوسرے مذہب کو یہ فخر حاصل نہیں کہ اس کی اصولی تعلیمات میں امن اور جبر سے دوری کی تعلیم بنیاذی اصولوں کی صورت میں موجود ہو۔

سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش کردہ ان اصولوں میں سے بعض کو میں پہلے پیش کر چکا ہوں اور اس کا اقرار اپنوں کو تو ہے ہی لیکن کہتے ہیں کہ جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے غیروں نے بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور تعلیمات کے اس پہلو کو نہ صرف سراہا بلکہ اس پر نہایت خوبصورت انداز سے لکھا بھی۔چنانچہ معروف مصنف Godfrey Higgins گاڈ فرے ہگنس اپنی نہایت بلند پایہ تصنیف Apology for Mohammad میں لکھتا ہے

" Nothing is so common as to hear the Christian priests abuse the religion of

Mohammad for its bigotry and intolerance.Wonderful assurance and hypocrisy!

Who was it that expelled the moriscoes from spain because they would not turn christians? Who was that murdered the millions of Mexico and Peru,and gave them all away as slaves because they were not Christians? What a contrast have the Mohammadans exhibited in Greece! For many centuries the Christians have been permitted to live in the peacable possession of their properties , their religion, their priests, bishops,patriarchs and churches........"

(Godfrey Higgins, Apology for Mohammed, Edited by Mirza Abul Fazl with introduction,Criticle notes appendices and chapter on Islam Lahore,pp 123-124)

ترجمہ: اس بات سے زیادہ عام طور پر کوئی بات سننے میں نہیں آتی کہ عیسائی پادری محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مذہب کو اس کے تعصب اور غیر رواداری کی وجہ سے گالیاں دیتے ہیں عجیب یقین دہانی اور منافقت ہے یہ! کون تھا جس نے سپین سے ان مسلمانوں کو جو عیسائی ہو چکے تھے بھگایا تھا کیونکہ وہ سچے عیسائی نہ تھے؟ اور کون تھا جس نے میکسیکو اور پیرو میں لاکھوں لوگوں کو تہہ تیغ کر دیا تھا اور ان کو غلام بنا لیا تھا کیونکہ وہ عیسائی نہ تھے۔ اور کیا ہی عمدہ اور مختلف نمونہ تھا جو مسلمانوں نے یونان میں دکھایا۔ صدیوں تک عیسائیوں کو ان کے مذہب، ان کے پادریوں، لاٹ پادریوں اور راہبوں اور ان کے گرجا گھروں کو اپنی جاگیروں میں پر امن طور سے رہنے دیا۔

پھر وہ مزید لکھتا ہے کہ:

" In all the history of Caliphs, there can not be shown anything half so infamous as the inquisition,not a single instance of an individual burnt for his religious opinions, nor do i believe put to death in time of peace simply not embracing the religion of islam...."(ibid pp 125-128)

خلفاء اسلام کی تمام تر تاریخ میں انکویزیشن جیسی بدنام چیز سے نصف سے کم بھی بدنام چیز ہمیں نہیں ملتی۔ کوئی ایک واقعہ بھی کسی کو مذہبی اختلاف کی بنا پر جلا دینے یا یا کسی کو محض اس وجہ سے موت کی سزا دینے کے لئے ہوا کہ وہ مذہب اسلام کو قبول کیوں نہیں کرتا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جنگیں اضطراری کیفیت میں کفار مکہ یا عرب کے بعض قبائل کے ساتھ لڑیں وہ محض دفاع کے لئے تھیں۔ وہ کسی جنگی جنون کا نتیجہ نہیں تھیں نہ ہی اسلحہ کی دوڑ میں شامل ہونے والوں کی جنگیں تھیں۔ ان جنگوں میں دی جانے والی ہدایات کو سامنے رکھ لیا جائے تو یوں لگتا ہے کہ جنگ نہیں ہے بلکہ امن کے قیام کی ایک عظیم الشان جدوجہد ہے۔ آنحضور صلی اللہ اور ان کے مذہب میں دین کو پھیلانے کے لئے قتال ایک دینی فریضے کے طور پر کبھی بھی فرض نہیں کیا گیا۔ بلکہ جہاد اور قتال میں دین نے ایک فرق رکھا ہے اور تلوار کے ساتھ جہاد کو صرف اس صورت میں جائز قرار دیا ہے کہ

جب ان کے مقابل تلوار اٹھالی جائے لیکن اگر دشمن تلوار نیام میں کر لے اور صلح کی طرح ڈال دے تو اس سے جنگ کی اجازت نہیں۔

ایک معروف سکالر Ruth Cranston نے عیسائی کہلانے والی حکومتوں کی موجودہ جنگوں اور گزشتہ جنگوں کا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگوں سے موازنہ کرتے ہوئے اپنی کتاب World Faiths میں لکھا ہے کہ

"Mohammad never instigated fighting and blood shed. Every battel he fought was in rebuttel. He fought in order to survive----and he fought with the weapons and in fashion of his time.

Certainly no christian nation of 140,000,000 people who to day dispatched 120,000 helpless civillians with a single bomb can look askance at a leader. who at his worst killed as bare five or six hundred.Slaying of the Prophet of Arabia in a benighted blood-thirsty age of the 7th century look positvely puerile compared with our own in this "advanced" enlightened twentieth.Not to mention the mass slaughter by the Christians during the Inquisition and the Crusades---when Christians warriors, proudly recorded, they "waded ankle-deep in the gore of the Moslem infidels"

(Ruth Cranston, World Faiths, New York, 1949,p155)

ترجمہ: **محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی جنگ یا خونریزی کا آغاز نہیں کیا۔** ہر جنگ جو انہوں نے لڑی مدافعانہ تھی۔ وہ اگر لڑے تو اپنی بقا کو برقرار رکھنے کے لئے۔ اور ایسے اسلحہ اور طریق سے لڑے جو اس زمانے کا رواج تھا۔ یہ بات یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ چودہ کروڑ (یاد رہے کہ یہ حوالہ 1949ء میں چھپنے والی ایک کتاب کا ہے) عیسائیوں میں سے جنہوں نے حال ہی میں ایک لاکھ بیس ہزار سے زائد انسانوں کو ایک بم سے ہلاک کر دیا ہو کوئی ایک قوم بھی ایسی نہیں جو ایک ایسے لیڈر پر شک کی نظر ڈال سکے جس نے اپنی (تمام) جنگوں کے بدترین حالات میں بھی صرف پانچ یا چھ سو افراد کو تہہ تیغ کیا ہو۔ عرب کے نبی کے ہاتھوں ساتویں صدی کے تاریکی کے دور میں جب لوگ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو رہے ہوں ہونے والی ان ہلاکتوں کا آج کی روشن بیسویں صدی کی ہلاکتوں سے مقابلہ کرنا ایک حماقت کے سوا کچھ نہیں۔ اس بیان کی تو حاجت ہی نہیں جو قتل انکویزیشن اور صلیبی جنگوں کے زمانے میں ہوئے جب عیسائی جنگجوؤں نے اس بات کو ریکارڈ کیا کہ "وہ ان بے دینوں کی کٹی پھٹی لاشوں کے درمیان ٹخنے ٹخنے خون میں پھر رہے تھے۔"

Bodley نے ان الفاظ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر مذہبی تشدد کے الزام کا جواب دیا ہے:

Mohammad has no lust or sake of blood shed..........Had he ,however made part of his teaching, he would have been in keeping with the christian ethics of the period and later.

ترجمہ: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دل میں خونریزی کی کوئی خواہش یا جستجو نہیں تھی۔ تاہم انہوں نے اسے تعلیم کا حصہ بنایا تھا لیکن اس اخلاقی تعلیم کے ساتھ جو اس دور و مابعد کے عیسائیوں میں مروج تھی۔

معروف تاریخ دان ڈیون پورٹ Davenport لکھتا ہے کہ

It may be affirmed with certain truth that if western princes had been lords of Asia instead of the Saracenes and Turks they would not have tolerated Mohammadanism as Mohammadans have tolerated Christianity, since they persecuted with the most relentless cruelty,those of their own faith whom they deemed hetredox."

(Davenport *An Apology for Mohammad and the Koran* p84)

یہ بات یقینی طور پر کامل سچائی کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ اگر مغربی شاہزادے مسلمان مجاہدین اور ترکوں کی جگہ ایشیا کے حکمران ہو گئے ہوتے تو مسلمانوں کے ساتھ اس مذہبی رواداری کا سلوک نہ کرتے جو مسلمانوں نے عیسائیت کے ساتھ کیا۔ کیونکہ عیسائیت نے تو اپنے ان ہم مذہبوں کو نہایت تعصب اور ظلم کے ساتھ تشدد کا نشانہ بنایا جن کے ساتھ ان کے مذہبی اختلاف تھے۔

Ruth Cranston کا بیان ہے کہ:

Thirteenth hundred before the Atlantic Charter incarporated freedom of religion and freedom of fear,Mohammad made treaties with the Jewish and Christian Tribes he had conquered and gave them freedom of religious worship and local self government."

اٹلانٹک چارٹر جس میں مذہبی آزادی اور خوف سے آزادی کو شامل کیا گیا ہے، سے تیرہ صدیاں پیشتر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مفتوح یہودی اور عیسائی قبائل سے ایسے معاہدے کر چکے تھے جس میں انہیں عبادت کرنے اور اپنی حکومت قائم کرنے کی مکمل آزادی دی گئی تھی۔

ان حوالوں سے ایک منصف مزاج سمجھ سکتا ہے کہ حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی پیش کردہ تعلیم میں کس قدر مذہبی رواداری کو دخل تھا کہ غیر بھی اس کا اعتراف کرنے پر مجبور ہے۔

کسی بھی رہنما بادشاہ جرنیل کے اصل مزاج اور نظریات کا اظہار اس کے کامل غلبے کے زمانے میں ہوتا ہے۔ تاریخ عالم بھی اس بات پر شاہد ہے کہ جب بھی بادشاہوں یا فوجی لیڈروں کو مکمل اختیار حاصل ہوا تو ان سے ایسے بہیمانہ اخلاق کا ظہور ہوا کہ جن کی مثال نہیں ملتی، اپنی مفتوح قوموں کو موت کی نیند سلا دینا تو عام سی بات تھی، نظریات کے اختلاف پر لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا۔ سپینش انکویزیشن، رومن انکویزیشن اور فرنچ انکویزیشن اس کی ادنی مثالیں ہیں۔ برطانیہ میں ایک ملکہ کا سینکڑوں عورتوں کو چرچ کے کہنے پر صرف اس الزام میں جلا دینا کہ ان پر شبہ تھا کہ وہ فسوں کاری کرتی ہیں تاریخ کے

صفحات سے ابھی تک محو نہیں ہوا۔لیکن ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے عین اس وقت جب آپ فاتحانہ شان سے اس بستی میں داخل ہوئے جس سے آپ کو نہایت بے سروسامانی کے عالم میں نکلنا پڑا تھا، ہاں وہی بستی جس نے آپ کے راستے میں کانٹے بچھائے تھے، وہی بستی جس کے رہنے والوں آپ پر وہ ستم توڑے تھے کہ اگر وہ پہاڑوں پر توڑے جاتے تو وہ بھی پانی بن کر بہہ جاتے، وہی بستی جس کے رہنے والوں نے آپ کے سر میں راکھ ڈالی، آپ کو عین کعبہ میں گلا گھونٹ کر مارنے کی کوشش کی لیکن جب آپ اس بستی میں فاتحانہ شان سے داخل ہوئے تو اس کے رہنے والوں کے دل کانپ رہے تھے، دیکھنے والی آنکھ ان ظلموں کے انتقام کی منتظر تھی، زمین کہہ رہی تھی کہ اب اس ظلم کا انتقام یوں لیا جائے گا کہ مجھ پر ان کفار کے خون کی ندیاں بہہ نکلیں گی لیکن کیا ہوا آیئے اس کو معروف فرانسیسی تاریخ دان سٹینلے لین پول Staneley lane Pole کی زبان سے سنئے۔

''اب وقت تھا کہ پیغمبر خونخوارانہ فطرت کا اظہار کرتے، آپ کے قدیم ایذا دہند آپ کے قدموں میں آپڑے ہیں کیا آپ اس وقت اپنے بے رحمانہ طریقے سے ان کو پامال کریں گے؟ سخت عقوبت میں گرفتار کریں گے یا ان سے انتقام لیں گے۔؟ یہ وقت اس شخص کے اپنے اصلی روپ میں ظاہر ہونے کا ہے ہم ایسے مظالم کے پیش آنے کے متوقع ہیں جن کے سننے سے رونگٹے کھڑے ہوں اور جن کا خیال کر کے ہم پہلے ہی نفرین و ملامت کا شور مچائیں تو بجا ہے مگر یہ کیا معاملہ ہے؟ کیا بازاروں میں کوئی خونریزی نہیں ہوئی؟ ہزاروں مقتولوں کی لاشیں کہاں ہیں؟ واقعات سخت بے درد ہوتے ہیں کسی کی رعایت نہیں کرتے۔اور یہ ایک واقعی بات ہے کہ جس دن آنحضرت کو اپنے دشمنوں پر فتح حاصل ہوئی وہی دن آپ کو اپنے نفس پر سب سے زیادہ عالی شان فتح حاصل کرنے کا بھی دن تھا۔قریش نے سالہا سال تک جو کچھ رنج اور صدمے دیئے تھے اور بے رحمانہ تحقیر و تذلیل کی مصیبت آپ پر ڈالی تھی آپ نے کشادہ دلی کے ساتھ ان تمام باتوں سے درگذر کیا اور مکہ کے تمام باشندوں کو ایک عام معافی نامہ دے دیا۔''

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اخلاق فاضلہ کسی انسان کے اس وقت بہ پایۂ ثبوت پہنچتے ہیں جب اپنے وقت پر ظہور پذیر ہوں اور اسی وقت دلوں پر ان کی تاثیریں بھی ہوتی ہیں......غرض خدائے تعالیٰ کا ارادہ انبیاء اور اولیاء کی نسبت یہ ہوتا ہے کہ انکے ہر یک قسم کے اخلاق ظاہر ہوں اور بہ پایۂ ثبوت پہنچ جائیں۔سو خدا تعالیٰ نے اسی ارادے کو پورا کرنے کی غرض سے ان کی نورانی عمر کو دو حصوں پر منقسم کر دیتا ہے ایک حصہ تنگیوں اور مصیبتوں میں گزرتا ہے اور ہر طرح دکھ دیئے جاتے ہیں اور ستائے جاتے ہیں تا وہ اعلیٰ اخلاق ان کے ظاہر ہوں جائیں جو بجز سخت تر مصیبتوں کے ہرگز ظاہر اور ثابت نہیں ہو سکتے اگر ان پر وہ سخت تر مصیبتیں نازل نہ ہوں...دوسرا حصہ انبیاء اور اولیاء کی عمر کا فتح میں، اقبال میں، دولت میں بمرتبۂ کمال ہوتا ہے تا وہ اخلاق ان کے ظاہر ہو جائیں کہ جن کے ظہور کے لئے فتح مند ہونا صاحب اقبال ہونا

صاحب دولت ہونا، صاحب اختیار ہونا، صاحب اقتدار ہونا، صاحب طاقت ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ اپنے دکھ دینے والوں کے گناہ بخشنا اور اپنے ستانے والوں سے درگذر کرنا، اور اپنے دشمنوں سے پیار کرنا، اور اپنے بداندیشوں کی خیر خواہی بجالانا دولت سے دل نہ لگانا، دولت سے مغرور نہ ہونا، دولتمندی میں امساک اور بخل اختیار نہ کرنا اور کرم اور جود و بخشش کا دروازہ کھولنا اور دولت کو ذریعۂ نفس پروری نہ ٹھہرانا، اور حکومت کو آلۂ ظلم و تعدی نہ بنانا یہ سب اخلاق ایسے ہیں کہ جن کے ثبوت کے لئے صاحب دولت اور صاحب طاقت ہونا شرط ہے......... اور اس بارے میں سب سے اول قدم حضرت خاتم الرسل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کمال وضاحت سے یہ دونوں حالتیں وارد ہوگئیں اور ایسی ترتیب سے آئیں کہ جس سے تمام اخلاق فاضلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثل آفتاب کے روشن ہوگئے اور مضمون انک لعلی خلق عظیم کا بہ پایۂ ثبوت پہنچ گیا۔ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ والوں اور دوسرے لوگوں پر بکلی فتح پا کر اور ان کو اپنی تلوار کے نیچے دیکھ کر پھر ان کا گناہ بخش دیا اور صرف انہی چند لوگوں کو سزا دی جن کو سزا دینے کے لئے حضرت احدیت کی طرف سے قطعی حکم وارد ہو چکا تھا اور بجز ان ازلی ملعونوں کے ہر یک دشمن کا گناہ بخش دیا اور فتح پا کر سب کو لا تثریب علیکم الیوم کہا۔ اور اسی عفو تقصیر کی وجہ سے کہ جو مخالفوں کی نظر میں ایک امر محال معلوم ہوتا تھا اور اپنی شرارتوں پر نظر کرنے سے وہ اپنے تئیں اپنے مخالف کے ہاتھ میں دیکھ کر مقتول خیال کرتے تھے ہزاروں انسانوں نے ایک ساعت میں اسلام قبول کرلیا'' (براہین احمدیہ جلد دوم پہلی فصل حاشیہ نمبر گیارہ۔ روحانی خزائن جلد اول صفحہ 282 تا 287)

یہی ہے مذہبی رواداری کا وہ آفاقی تصور جو اسلام نے اس وقت پیش کیا جب نہ تو کسی Atlantic Treaty کا تصور تھا نہ کسی اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے چارٹر کا اور نہ ہی Magna Carta کی تریسٹھ شقیں جو Barrons کو تو حقوق دیتی تھیں لیکن دوسروں کے حقوق غصب کرتی تھیں اور نہ ہی روسو کا معاہدہ عمرانی (Social Contract) بلکہ یہ وہ آفاقی تعلیم تھی جو خدائے وحدہ لاشریک نے محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اتاری اور اس وجود باجود نے اس تعلیم کو اپنی ذات میں جاری کر کے یہ دکھا دیا کہ یہی وہ تعلیم ہے جس پر آئندہ بنی نوع انسان کی بقاء موقوف ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''ہمارے اصول میں داخل نہیں کہ اختلاف مذہبی کے سبب کسی کے ساتھ بدخلقی کریں اور بدخلقی مناسب بھی نہیں کیونکہ نہایت کار ہمارے نزدیک غیر مذہب والا ایک بیمار کی مانند ہے جس کو صحت روحانی حاصل نہیں۔ پس بیمار تو اور بھی قابل رحم ہے جس کے ساتھ بہت خلق اور حلم اور نرمی کے ساتھ پیش آنا چاہئے۔ اگر بیمار کے ساتھ بدخلقی کی جاوے تو اس کی بیماری اور بھی بڑھ جائے گی۔ اگر کسی میں کجی اور غلطی ہے تو محبت کے ساتھ سمجھانا چاہئے۔ ہمارے بڑے اصول دو ہیں۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق صاف رکھنا اور اس کے بندوں کے ساتھ ہمدردی اور اخلاق سے پیش آنا۔ (بدر جلد 2 نمبر 29 صفحہ 3، مورخہ 19 /جولائی 1906ء)

تعارف کتاب

خلافت راشدہ

(مکرم فضل احمد شاہد صاحب)

28-29 دسمبر 1939ء میں حضرت مصلح موعود نے ایک اہم، تاریخی اور بہت پُر معارف خطاب فرمایا۔ یہ خطاب۔ ''خلافت راشدہ'' کے نام سے مشہور ہے۔ اس خطاب میں آپ نے مسئلہ خلافت کی تفصیلات کو بیان فرمایا ہے۔ اس حوالے سے آپ نے اپنے لیکچر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قائم ہونے والی خلافت پر اجمالی رنگ میں روشنی ڈالی ہے نیز فرمایا ہے کہ مسلمانوں میں خلافت کے بارہ میں تین گروہ ہو گئے۔

☆ اس لیکچر میں حضرت مصلح موعود نے جماعت احمدیہ میں قدرت ثانیہ کی مختصر تاریخ پر بھی روشنی ڈالی ہے اور بتایا ہے کہ جماعت میں کس طرح قدرت ثانیہ آئی۔ نیز حضرت مولانا حکیم نورالدین کے دور امامت میں منافقین نے کس طرح فتنہ اُٹھایا اور خدا تعالیٰ نے جماعت کو محفوظ رکھا۔

☆ آپ نے اپنے دور کا بھی ذکر فرمایا اور اس دور کا ذکر موقع کی مناسبت سے ضروری بھی تھا اس ضمن میں آپ فرماتے ہیں

''جب میری بیعت ہوئی تو اُس وقت قادیان میں دو ہزار کے قریب آدمی جمع تھے۔ اور سوائے پچاس ساٹھ کے باقی سب نے میری بیعت کر لی۔'' پھر فرماتے ہیں ''میری خلافت پر ابھی تین دن بھی نہیں گزرے تھے کہ خدا تعالیٰ کے نشانات بارش کی طرح برسنے شروع ہو گئے۔''

آپ فرماتے ہیں: ''وہ پچیس سالہ نوجوان جسے یہ تحقیر سے بچہ کہا کرتے تھے اسے خدا تعالیٰ نے ایسی طاقت دی کہ جب بھی کوئی فتنہ اُٹھتا ہے اس وقت وہ اسے اس طرح کچل کر رکھ دیتا ہے جس طرح مکھی اور مچھر کو مسل دیا جاتا ہے۔ اور کسی کی طاقت نہیں ہوتی کہ وہ مقابلہ میں دیر تک ٹھہر سکے۔'' (انوار العلوم جلد 15 صفحہ 591)

اس طرح آپ فرماتے ہیں ''وہ کون سا [دینی] مسئلہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ اپنی تمام تفاصیل کے ساتھ نہیں کھولا۔ مسئلہ نبوت، مسئلہ کفر، مسئلہ خلافت، مسئلہ تقدیر قرآنی ضروری امور کا انکشاف،... اقتصادیات... سیاسیات اور اسلامی معاشرت وغیرہ پر تیرہ سو سال سے کوئی وسیع مضمون موجود نہیں تھا۔ مجھے خدا نے اس خدمتِ دین کی توفیق دی اور اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے ہی ان مضامین کے متعلق قرآن کے معارف کھولے جن کو آج دوست دشمن سب نقل کر رہے ہیں۔ مجھے کوئی لاکھ گالیاں دے۔ مجھے لاکھ برا بھلا کہے۔ جو شخص اسلام کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے لگے گا اُسے میرا خوشہ چیں ہونا پڑے گا۔ اور وہ میرے احسان سے کبھی باہر نہیں جا سکے گا۔ چاہے پیغامی ہوں یا مصری انکی اولادیں جب بھی دین کی خدمت کا ارادہ کریں گی وہ اس بات پر مجبور ہوں گی کہ میری کتابوں کو پڑھیں اور اُن سے فائدہ اُٹھائیں''

☆ حضرت مصلح موعود نے آیت استخلاف پر سیر حاصل بحث فرمائی ہے اور قدرت ثانیہ کے جملہ پہلوؤں کو اس آیت مبارکہ کی روشنی میں اُجاگر فرمایا ہے آپ نے اس آیت کی روشنی میں قدرت ثانیہ کے حقیقی مصداق اور مظاہر کی درج ذیل علامات بیان فرمائیں۔ 1) ان مظاہر کو خدا تعالیٰ خود کھڑا کرتا ہے۔ 2) ان کی مدد انبیاء کے مشابہ کرتا ہے۔

3) قدرت ثانیہ اُس وقت آتی ہے جب مومنوں کی اکثریت ایمان اور عمل صالح پر قائم رہے۔

4) قدرت ثانیہ کے مظاہر کے احکام اور خیالات کو اللہ تعالیٰ دنیا میں پھیلاتا ہے۔

5) خدا تعالیٰ اُنکے خوف کی حالت کو امن سے بدل دیتا ہے۔

6) چھٹی علامت آپ نے یہ بیان فرمائی۔ ''اُنکے دلوں میں خدا تعالیٰ غیر معمولی جرأت اور دلیری پیدا کردے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں کسی اور کا خوف اُنکے دل میں پیدا نہیں ہوگا۔ وہ لوگوں کے ڈر سے کوئی کام نہیں کریں گے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ پر توکل رکھیں گے اور اُسی کی خوشنودی اور رضا کے لیے تمام کام کریں گے۔'' (انوار العلوم جلد 15 صفحہ 541)

آپ نے آیت استخلاف پر کئے جانے والے اعتراضات کا بہت ہی مدلل جواب دیا ہے۔

☆ حضرت مصلح موعود نے قدرت ثانیہ کے لیے دعاؤں کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا۔ ''پس اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کی ناشکری مت کرو اور خدا تعالیٰ کے الہامات کو تحقیر کی نگاہ سے مت دیکھو بلکہ جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے تم دعاؤں میں لگے رہو تا قدرت ثانیہ کا پے در پے تم میں ظہور ہوتا رہے۔...... تم ہر وقت ان دعاؤں میں مشغول رہو کہ خدا قدرت ثانیہ کے مظاہر تم میں ہمیشہ کھڑے کرتا رہے تا کہ اس کا دین مضبوط بنیادوں پر قائم ہو جائے اور شیطان اس میں رخنہ اندازی کرنے سے ہمیشہ کے لیے مایوس ہو جائے۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے قدرت ثانیہ کے نزول کے لیے دعاؤں کی جو شرط لگائی ہے وہ کسی ایک زمانہ کے لیے نہیں بلکہ ہمیشہ کے لیے ہے...... پس ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں میں مشغول رہو۔'' (انوار العلوم جلد 15 صفحہ 593)

مذہب اور نظام حکومت: حضرت مصلح موعود نے اس مبارک لیکچر میں قرآنی آیات اور تاریخ اسلام سے اس بات کو ثابت فرمایا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جو دین ہمیں ملا اور جو کتاب آپ پر نازل ہوئی اس میں نظام حکومت کے بارہ میں واضح ہدایات ہیں اور پھر آپ نے ان کی تفصیل بیان فرمائی ہے، اس پہلو سے اس کتاب کا مطالعہ کرنے والوں کو متعدد روشن اور راہنما اصول ملتے ہیں کتاب کی اہمیت اور عظمت کو چار چاند لگتے ہیں انصار بھائیوں سے درخواست ہے کہ اپنے علم اور عرفان میں ترقی اور روشنی کے لئے اس لیکچر کا خود مطالعہ فرمائیں یہ انوار العلوم کی جلد 15 میں بھی موجود ہے۔

اخبارِ مجالس

☆ **اجتماعی پکنک مجلس عاملہ انصاراللہ ضلع کراچی:** مؤرخہ ۲ اپریل جولائی ۲۰۰۵ء بروز ہفتہ مجلسِ انصاراللہ ضلع کراچی کے زیرِ اہتمام ساحل سمندر ''ہاکس بے'' پر اجتماعی پکنک منائی گئی۔ جس میں ممبران عاملہ انصاراللہ ضلع، نگران صاحبان مجالسِ مقامی ضلع کراچی کے علاوہ محترم ناظم صاحب ضلع، محترم ناظم صاحب قائد علاقہ و قائمقام امیر جماعت کراچی مکرم نعیم احمد خان صاحب مع چند سیکرٹریان شعبہ جات ذہانت نیز محترم راجہ منیر احمد خان صاحب نائب صدر صفِ دوم مجلس مرکزیہ نے بھی شرکت فرمائی جو کہ پکنک کے مہمان خصوصی تھے۔ مربیان سلسلہ مقیم کراچی بھی اس پکنک میں مدعو تھے۔ صبح 9 بجے شرکاء پکنک کا قافلہ جس میں عاملہ ضلع، زعماء اعلیٰ کرام مربیان سلسلہ شامل تھے بیت عزیز سے ہاکس بے کے لیے روانہ ہوا۔ روانگی سے قبل مکرم مولانا امین احمد تنویر صاحب قائمقام مربی ضلع نے دُعا کروائی۔ جملہ شرکاء مقررہ گاڑیوں میں سوار ہوئے۔ ساڑھے گیارہ بجے یہ قافلہ ہاکس بے پہنچا۔ راستے میں ریفریشمنٹ اور دوپہر کے کھانے کا سامان لیا گیا۔ مقامِ پکنک پر سب ممبران لطف اندوز ہوتے رہے۔ دوپہر ایک بجے مجلس عاملہ ضلع کا مشترکہ اجلاس ہوا جس کی صدارت محترم راجہ منیر احمد خان صاحب نے کی۔ تلاوت پاک اور عہد دُہرانے کے بعد صاحب صدر نے مرکز کے ہمراہ لائے ہوئے شعبہ جات کے جائزوں کی روشنی میں مجلس عاملہ سے خطاب کیا۔ کام کی رفتار کا جائزہ لیا اور کمیوں کو جلد پُورا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ خصوصاً آپ نے نظامِ وصیت، وقف عارضی، وقف ایام میں سب ممبران کی عملی شرکت کی ضرورت پر زور دیا۔ پکنک کے دوران بال تھرو، کلائی پکڑنا اور دوڑ کے ورزشی مقابلے بھی ہوئے جس میں ممبران عاملہ نے بڑے ذوق وشوق سے حصّہ لیا۔ ظہرانے کے بعد ایک مجلس مشاعرہ منعقد ہوئی۔ جس میں حاضر شعراء میں جناب محمد طارق سجاد صاحب، جناب مُبارک احمد خان صاحب آف چارسدّہ/پشاور، خاکسار عبدالباری قیوم اور خود مہمان خصوصی محترم راجہ صاحب موصوف نے اپنا اپنا نظم ونثر پر مشتمل کلام پیش کیا۔ نماز ظہر وعصر مقام پکنک پر با جماعت ادا کی گئیں۔ شام پانچ بجے مقامِ پکنک سے واپسی ہوئی۔ الحمدللہ کہ یہ پکنک ہر لحاظ سے کامیاب رہی۔

☆ **رپورٹ وفُود تربیت نومبائعین برموقعہ جلسہ سالانہ جماعتِ احمدیہ انگلستان:** جلسہ سالانہ یوکے کی آمد کے پیشِ نظر شعبہ تربیت نومبائعین کی طرف سے تین وفود کراچی سے گھارو اور ٹھٹھہ کے جماعتی مراکز کو روانہ کئے گئے تا وہ جماعتی عہدیداران سے مل کر ڈش سنٹروں پر جلسہ سالانہ کی کاروائی سُننے دیکھنے کے لیے ضلع ٹھٹھہ کی گوٹھوں سے نومبائعین کو لانے کے لیے ٹرانسپورٹ اور خُورونوش کا بندوبست کرسکیں۔

پہلا وفد ۲۳ جولائی کو روانہ ہوا- یہ وفد مکرم ناظم ضلع قریشی محمود احمد صاحب کی ذاتی کار میں گیا- یہ وفد مکرم چوہدری محمد اقبال صاحب زعیم اعلیٰ مجلس ڈرگ روڈ کی سربراہی میں گیا- دیگر ارکان وفد میں مکرم سیّد علیم احمد شاہ صاحب ایڈیشنل نائب ناظم تربیت نومبایعین شامل تھے- **دوسرا وفد** مورخہ ۳۰/ جولائی کو مکرم حنیف ڈار صاحب اور منیر احمد ڈرائیور صاحب پر مشتمل مکرم چوہدری محمد اقبال صاحب کی قیادت میں روانہ ہوا- مجلس انصاراللہ ضلع کراچی کی گاڑی میں گیا- جس نے چار گوٹھوں سے نومبایعین کو ڈش سنٹروں پر جماعتی انتظام کے تحت پہنچ کر جلسہ کی کاروائی سننے کے لیے تیار کیا- وفد نے ڈش سنٹر تک لانے کے لیے ٹرانسپورٹ بس اور خورونوش کا انتظام کیا- **تیسرا وفد** ۳۱ جولائی کو مکرم رشید ڈار صاحب، مکرم عامر مسعود صاحب، مکرم منیر احمد ڈرائیور صاحب اور مکرم الیاس صاحب ڈش ٹیکنیشن پر مشتمل روانہ ہوا- اس وفد نے دونوں مقامات پر نصب ڈشوں میں خرابی کا جائزہ لے کر اسے درست کر دیا- یہ وفد بھی مجلس نظامت ضلع کی گاڑی میں گیا- اس وفد نے بھی نومبائعین کو گھارو سنٹر میں لانے کا بندوبست کیا الحمدللہ کہ ان مساعی کے خوش کن نتائج نکلے-

انعامی سکالرشپس 2005ء کا اعلان

نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ نے انٹر میڈیٹ اور میٹرک کے امتحانات میں زیادہ سے زیادہ نمبر حاصل کرنے والے احمدی طلباء طالبات کے لئے مندرجہ ذیل انعامی سکالرشپس کا اعلان کیا ہے- ان انعامی سکالرشپس کا تعارف قواعد وضوابط اور درخواست کا طریق کار شائع کیا جا رہا ہے تا کہ اس کے مطابق طلباء وطالبات اپنی درخواستیں بھجوا سکیں-

☆ میاں محمد صدیق گولڈ میڈل وانعامی سکالرشپ 2005ء

مکرم میاں محمد صدیق مرحوم کی طرف سے ہر سال مندرجہ ذیل امتحانات میں پاکستان بھر میں اوّل پوزیشن حاصل کرنے والے احمدی طالب علم/ طالبہ علم کو مندرجہ ذیل تفصیل کے ساتھ انعامات دیئے جاتے ہیں-

1- انٹر میڈیٹ ☆ پری میڈیکل گروپ ☆ پری انجینئر گروپ ☆ جنرل گروپ (پری میڈیکل اور پری انجینئرنگ کے علاوہ باقی تمام کمبینیشنز)

2- میٹرک ☆ - سائنس گروپ ☆ - جنرل گروپ

انٹر میڈیٹ کے مندرجہ بالا تینوں اور میٹرک کے دونوں شعبہ جات میں جو احمدی طلباء/ طالبات پاکستان بھر کے احمدی طلبہ سے سب سے زیادہ نمبر حاصل کریں گے خواہ ان کی بورڈ میں کوئی پوزیشن نہ ہو اور ان کا تعلق پنجاب سندھ بلوچستان، سرحد یا آزاد کشمیر کے کسی بھی بورڈ سے ہو اگر وہ قواعد پر پورا اترتے ہوں تو انعامی مقابلہ میں شامل ہو سکتے ہیں- انٹر میڈیٹ کے تینوں گروپس میں جو طلبہ سب سے زیادہ نمبر حاصل کریں گے وہ مبلغ پچیس پچیس ہزار روپے انعامی سکالرشپ اور گولڈ میڈل کے حقدار قرار پائیں گے- اسی طرح میٹرک کے دونوں گروپس میں جو طلبہ سب سے زیادہ نمبر حاصل کریں گے مبلغ

دس دس ہزار روپے انعامی سکالرشپ کے حقدار قرار پائیں گے۔

☆ **صادقہ فضل انعامی سکالرشپ** مکرمہ صادقہ صاحبہ مرحومہ آف لاہور کی طرف سے انٹرمیڈیٹ کے امتحان میں پری انجینئرنگ اور پری انجینئرنگ اور پری میڈیکل اور دوسری مرتبہ اور تیسری پوزیشن حاصل کرنے والے طالب علم/ طالبہ علم کو مبلغ بیس بیس ہزار روپے کے چار انعام اور جنرل سائنس گروپ میں دوسری پوزیشن پر آنے والے طالب علم/ طالبہ علم مبلغ بیس ہزار روپے کا انعام دیا جاتا ہے اس طرح امسال بھی مندرجہ بالا تفصیل کے ساتھ بیس بیس ہزار روپے کے پانچ انعامات دیئے جائیں گے۔

☆ **خورشید عطاء انعامی سکالرشپ** حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری کے ساتھ مکرمہ خورشید عطاء صاحبہ آف کینیڈا کی طرف سے امسال انٹرمیڈیٹ کے امتحان میں پری انجینئرنگ اور پری میڈیکل گروپ میں چوتھی پوزیشن پر آنے والے طالب علم/ طالبہ علم کے لیے اس انعامی فنڈ سے مبلغ پندرہ پندرہ ہزار روپے کے دو انعام اور جنرل گروپ (بشمول جنرل سائنس گروپ) میں تیسری اور چوتھی پوزیشن پر آنے والے طالب علم کو پندرہ پندرہ ہزار روپے کے نقد انعام دیے جائیں گے۔ اس طرح اس انعامی فنڈ کی رقم سے پندرہ پندرہ ہزار روپے کے چار انعامات دیے جائیں گے۔

قواعد وضوابط ☆ یہ اعلان انٹرمیڈیٹ اور میٹرک کے 2005ء میں ہونے والے سالانہ امتحان کے لیے ہے (اس سے پہلے کا کوئی کیس اس سکیم میں شامل نہ ہو سکے گا واضح ہو کہ 2004ء تک پوزیشن حاصل کرنے والے طلبہ کو یہ انعامات دیئے جا چکے ہیں۔ ☆ اس سکیم کا اطلاق صرف اور صرف Frist Annual Examination پر ہوگا۔

☆ - By Parts یا Division Improve کرنے والے طلبہ اس مقابلہ میں شامل نہ ہو سکیں گے۔

☆ طلباء وطالبات کے لیے الگ الگ معیار نہیں ہیں بلکہ اپنے شعبہ میں جو بھی سب سے زیادہ نمبر حاصل کرے گا وہ انعام کا مستحق قرار دیا جائے گا۔

درخواست دینے کی آخری تاریخ اور طریقہ کار: ☆ سادہ کاغذ پر بنام ناظر تعلیم انجمن احمدیہ ربوہ درخواست بھجوانا ہوگی۔

☆ - درخواست کے ساتھ متعلقہ امتحان انٹرمیڈیٹ /یا میٹرک کی سند یا Marks Sheet کی فوٹو کاپی لگانا لازمی ہوگا۔

☆ - اس طرح درخواست اور سند یا Marks Sheet کی فوٹو کاپی پر بھی مکرم امیر صاحب جماعت/ امیر صاحب کی تصدیق کے بغیر کوئی درخواست زیر غور نہ لی جائے گی۔

☆ انعام کے حقدار طلبہ کی درخواست پر مندرجہ ایڈریس پر اطلاع دی جائے گی (درخواست پر اپنا فون نمبر بھی درج کریں)

☆ - درخواست جمع کروانے کی آخری تاریخ 05-12-31 مقرر ہے اس کے بعد آنے والی کوئی درخواست زیر غور نہ لائی جائے گی۔ (نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ پاکستان)

(بقیہ از ٹائیٹل نمبر 3)

مکرم ملک محمد شفیق، مکرم ریاض احمد شاد (ڈرگ کالونی)، مکرم کرامت حسین مختار (اورنگی ٹاؤن)، مکرم عبدالمجید ناصر (النور سوسائٹی)، مکرم ملک محمد صدیق، مکرم ھبۃ اللہ کاہلوں (محمود آباد)، مکرم سلیمان احمد شاہد، مکرم سفیر احمد باجوہ (گلشن جامی)، مکرم عبدالباری قیوم شاہد، مکرم مرزا تنویر احمد (مارٹن روڈ)، مکرم چوہدری ناصر احمد گوندل، مکرم مجیب احمد ناصر (النور) مکرم مصور احمد طاہر، مکرم حمیدالدین احمد، مکرم صوفی محمد اکرم (ماڈل کالونی)، مکرم سید محمد داؤد (تیموریہ شمالی ناظم آباد)، مکرم عبدالرشید سماٹری، مکرم مسعود احمد ظفر (عزیز آباد)، مکرم ملک خلیل احمد ناصر، مکرم محمد فضل احمد (گلستان جوہر)، مکرم بشیر الدین صدیقی (ہاؤسنگ سوسائٹی)، مکرم شعیب احمد ہاشمی (گلشن اقبال غربی) مکرم لیفٹیننٹ کمانڈر محمد عارف (صدر)، مکرم محمود احمد وینس (کورنگی)، مکرم محمد عارف صدیقی (گلشن حدید)، مکرم مختار احمد (گلستان جوہر)

ضلع راولپنڈی: مکرم داؤد احمد نعیم، مکرم محبوب احمد خان دہلوی، مکرم کیپٹن (ر) علم دین مشتاق، مکرم ڈاکٹر منصور کھوکھر، مکرم مبارک احمد سیف مکرم رفیق احمد قریشی (پشاور روڈ)، مکرم رفیق احمد بٹ (بیت الحمد)، مکرم چوہدری اقبال حسین (مسلم ٹاؤن)

ضلع اسلام آباد: مکرم عبدالمنان فیاض، مکرم چوہدری مبارک علی حسنات (اسلام آباد شرقی)، مکرم ایم اے لطیف شاہد (اسلام آباد وسطی)، مکرم سعید احمد ریحان (اسلام آباد شمالی)، مکرم ملک عبدالمجید (اسلام آباد غربی) مکرم حمید المحامد حامد (بارہ کہو اسلام آباد)، مکرم رفیق احمد سعید (اسلام آباد جنوبی)

ضلع ملتان: مکرم فضل الرحمٰن ملک، مکرم محمد لطیف ملک (پاک عرب کھاد فیکٹری)، مکرم ڈاکٹر رفیق احمد خان (گلگشت کالونی)،

متفرق: مکرم عبدالرحمٰن عاجز (گوجرانوالہ شرقی) مکرم میاں نذر محمد (حافظ آباد)، مکرم بشارت احمد طاہر (کھاریاں گجرات) مکرم محمد سہیل احمد ضیاء (منڈیالہ وڑائچ گوجرانوالہ)، مکرم لال حسین بھٹی، مکرم علی اکبر، مکرم مرزا خالد احمد (گوجرانوالہ شرقی)، مکرم محمد شفقت چیمہ، (راہوالی گوجرانوالہ)، مکرم ماسٹر نذیر احمد (ٹکڑا۳۱/۵۸ ٹوبہ ٹیک سنگھ)، مکرم ڈاکٹر چوہدری ناصر احمد جاوید (حافظ آباد)، مکرم سید عبدالکریم طاہر (رسالپور نوشہرہ)، مکرم رانا نصیر محمد خان، مکرم بشیر احمد زاہد (لطیف آباد، حیدر آباد سندھ)، مکرم بشیر الدین احمد، مکرم مبشر احمد (گجرات)، مکرم محمود مجیب اصغر (اٹک شہر)، مکرم میاں عبدالحی کامران (میر پور آزاد کشمیر)، مکرم عبدالقدیر (کوئٹہ چھاؤنی)، مکرم چوہدری محمد ابراہیم خان (سمنگلی کوئٹہ)، مکرم نصیر احمد گوندل (کھوسکی بدین)، مکرم ملک عبدالسلام (مراد آباد سرگودھا)، مکرم محمد سرور ابڑو (لاڑکانہ سندھ)، مکرم مقبول احمد چوہدری (بہاولنگر)، مکرم سید اعجاز المبارک (چک ۱۳-ایل/۶ ساہیوال)، مکرم صدیق اکبر (اسماعیلیہ گجرات)، مکرم محمد آصف گھمن (حاجی پورہ سیالکوٹ)، مکرم نعیم احمد وسیم (میر پور خاص)، مکرم عبدالمجید زاہد (کنری میر پور خاص)، مکرم بشیر احمد سنوری (ڈیرہ اسماعیل خان)، مکرم انجینئر محمد لطیف (گوجرانوالہ کینٹ)، مکرم جلال الدین شاد (سیالکوٹ شہر)، مکرم سید عبدالستار باسط (رسالپور نوشہرہ)، مکرم محمد علی گلشن، مکرم سید منور حسین بخاری (نوشہرہ کینٹ)، مکرم چوہدری محمد شفیع سلیم (کھاریاں گجرات)، مکرم ڈاکٹر منظور احمد (پشاور شہر)، مکرم ارشاد احمد (پشاور)

نتیجہ امتحان سہ ماہی دوم ۲۰۰۵ء

قیادت تعلیم مجلس انصاراللہ پاکستان

امتحان سہ ماہی دوم میں پاکستان بھر کی ۶۰۶ مجالس کے ۸۲۸۵ انصار نے شمولیت کی اور ۱۴۳۳ انصار نے خصوصی گریڈ حاصل کیا۔ نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے اراکین کے اسماء درج ذیل ہیں۔

اوّل: مکرم ملک محمود احمد اعوان (ڈیرہ اسماعیل خان) **دوم:** مکرم منصور احمد لکھنوی صاحب (گلشن اقبال شرقی کراچی)

سوم: ۱-مکرم عبدالمنان محمود شاہکوٹی (نارتھ کراچی) ۲-مکرم عبدالمالک (دارالنصر شرقی ربوہ) ۳-مکرم محمد توفیق (مغلپورہ لاہور)

خصوصی گریڈ حاصل کرنے والے انصار:-

ربوہ: مکرم شاہ محمد حامد گوندل (طاہر آباد جنوبی)، مکرم راجہ محمد فاضل، مکرم خلیل احمد (نصیر آباد غالب)، مکرم محمد رفیق (دارالبرکات)، مکرم عبدالرشید منگلا، مکرم عبدالسمیع خان، مکرم عبدالمصوّر (دارالرحمت غربی الف)، مکرم میاں عبدالغفور طور (دارالرحمت غربی ب)، مکرم بشیر احمد شاہد (دارالصدر غربی قمر)، مکرم ڈاکٹر چوہدری محمد حامد (دارالیمن شرقی)، مکرم منظور احمد (دارالعلوم شرقی برکت)، مکرم رزاق احمد، مکرم منظور احمد، مکرم حبیب احمد (دارالعلوم جنوبی احد)، مکرم ڈاکٹر سید مسعود احمد شاہ (دارالعلوم جنوبی بشیر)، مکرم محمد صدیق خاں (دارالعلوم وسطی)، مکرم جاوید احمد جاوید (دارالعلوم شرقی برکت)، مکرم حکیم محمد نسیم (دارالنصر غربی الف اقبال)، مکرم ناصر احمد (ناصر آباد شرقی)

ضلع فیصل آباد: مکرم محمد اصغر عتیق، مکرم جلال الدین اکبر، مکرم ڈاکٹر بشیر حسین تنویر (دارالحمد)، مکرم میاں عبدالحفیظ (۱۰۸ ج ب تلونڈی)، مکرم ملک مبشر احمد (دارالذکر)

ضلع لاہور: مکرم محمد نواز ججہ (بیت الاحد) مکرم عبدالسلام ارشد (شمالی چھاؤنی)، مکرم بشیر احمد (سلطان پورہ) مکرم (ر) صوبیدار منیر احمد، مکرم محمد سرور ظفر (مغلپورہ غازی آباد)، مکرم سید نوید احمد بخاری، مکرم ڈاکٹر عبدالشکور میاں (سمن آباد)، مکرم نور الٰہی بشیر (مغلپورہ)، مکرم لیفٹیننٹ کرنل (ر) نعیم احمد صدیقی، مکرم کرنل عثمان احمد چوہدری، مکرم چوہدری حبیب اللہ مظہر (نشاط کالونی) مکرم کیپٹن (ر) ملک مبارک احمد، مکرم پروفیسر ڈاکٹر منصور احمد وقار، مکرم امتنان الٰہی (گرین ٹاؤن)، مکرم اعجاز احمد محمود (دارالسلام)، مکرم محمد سلیم اختر (سلطان پورہ)، مکرم میاں مجید الرحمٰن، مکرم الیاس احمد اسلم، مکرم چوہدری اقبال احمد اختر (جوہر ٹاؤن)، مکرم سلطان احمد بھٹی، مکرم شمس الدین سیال، مکرم محمد ارشاد، مکرم ظفر اقبال ہاشمی، مکرم نور الٰہی ملک (بیت التوحید)، مکرم عبدالقدیر خان (فیکٹری ایریا شاہدرہ)، مکرم محمد اسحٰق (بیت الاحد)، مکرم ظہور احمد پال (رچنا ٹاؤن)، مکرم چوہدری نثار احمد (ڈیفنس)۔

ضلع کراچی: مکرم ذکاء اللہ ڈھڈی، مکرم محمد سرور، مکرم ساجد جمیل ملک، مکرم مبارک احمد ہاشمی، مکرم مزمّل بشیر شاہد، مکرم ڈاکٹر اشفاق احمد،

(باقی صفحہ 40 پر)

Monthly **ANSARULLAH** October 2005

Ph: 047-6212982 Fax:047-6214631(C.Nagar Post Code 35460)
e-mail:ansarulah60@yahoo.com
EDITOR : Sayed Mubashir Ahmad Ayaz Regd. # CPL-34/MDFD

دانا انسان کی عید

”نئے کپڑے پہننے اور اجتماع میں جانے سے بہت سے لوگ ہیں جو خوش ہو جاتے ہیں۔ مگر دانا انسان کا کام یہ نہیں کہ وہ ایسی باتوں پر ہی خوش ہو جائے۔ دانا انسان ہمیشہ کسی حکمت کو دیکھتا ہے۔ ایسا انسان جو کسی بات کی حکمت معلوم ہوئے بغیر خوش ہوتا ہے اُس کی خوشی بے معنی اور بے حقیقت ہوتی ہے۔ اُس کی فرحت، راحت ایسی ہی ہوتی ہے جیسے بعض دواؤں سے عارضی آرام حاصل کیا جاتا۔...... لیکن جس نے واقعہ میں رمضان میں اپنے اندر کوئی اچھا تغیر پیدا کیا ہے خدا سے صلح کی ہے خُدا کی عبادت کی ہے اُس کے لئے عید ہے اور وہ جس قدر بھی خوش ہو اُس کا حق ہے۔“

خطبہ عید الفطر فرمودہ سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی (اللہ آپ سے راضی ہو) ۲۲/جولائی ۱۹۱۷